حبہ خاتون
تواریخ کے آئینے میں
جی۔ آر۔ بٹ
سولنہ بالا سری نگر کشمیر

دیباچہ

کشمیر میں اسلام کا پرتو کشمیر کے آخری ہندو حکمران راجہ سہدیو (۱۳۰۱-۲۰ء) کے عہد میں پڑ گیا جب ۱۴ صدی عیسوی مطابق ۸ صدی ہجری کے اختتام پر اسلام سنٹرل ایشیا سے پھیلتا ہوا کشمیر کے شمالی مغربی سرحد ضلع ہزارہ تک پہنچ چکا تھا اور وہاں اسلامی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اس طرح مسلمانوں کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ حاصل ہوا۔ بقول بڈشاہ کے سنسکرت مورخ پنڈت جیون راج ۴۳۸۹ لوکک سال مطابق شاکا سال ۱۲۳۵ مطابق ۱۳۱۳ء مطابق ۷۱۳ھ میں رنچن گیالپو (کشیر سواد) سید شاہ میر اور اس کے بعد لداخ سے رنچن اور دارد سے چک قبیلہ کا لنکر چک کشمیر میں داخل ہوئے۔ اسی دوران بقول بڈشاہ کے سرکاری سنسکرت مورخ جیون راج، کرماسینا کا کمانڈر ڈولچا (ذوالچو تاتاری) اپنی بے شمار خونخوار فوج کے ساتھ کشمیر پر حملہ آور ہوا۔ کشمیر کا راجہ سہدیو اس کا مقابلہ نہ کر سکا وہ ذوالچو کے خوف سے کشتواڑ بھاگ گیا۔ ذوالچو قریباً کشمیر میں آٹھ ماہ تک قتل و غارت گری کرتا رہا اور بہت سے لوگوں کو [illegible] مندروں اور دیاروں کو مسمار کیا۔ اس دوران اس نے کشمیر کی بیشتر آبادی کو قتل کیا [illegible] سردیاں شروع ہو گئیں تو ذوالچو کشمیر سے دیوسر کے پہاڑی راستے سے ہندوستان جانے لگا۔ جب وہ دیوسر کے پہاڑ کو عبور کر رہا تھا تو برف و باران کے طوفان نے اس ساری خونخوار فوج کو فنا کر دیا ؎

بیک لحظہ آن حاکم بد نہاد ۔۔۔ ہزاران سر سروران شد تباہ

تواریخ میں درج ہے کہ ذوالچو تاتاری کے فنا ہونے کے بعد سرینگر کی گیارہ
خاندانوں نے دوبارہ بنیاد ڈالی۔ راجہ سہدیو کا سپہ سالار رام چندر رینہ
ذوالچو کے خوف سے لار کے قلعہ گگنہ گیر میں روپوش رہا۔ اس کے ساتھ شاہ میر
اور لداخ کے واکا تانیا کا لڑکا ریچنا اس قلعہ میں بھی مقیم تھے۔ رنچو ریچن
نے قلعہ گگنہ گیر میں لداخی ساتھیوں کی مدد سے سہدیو کے سپہ سالار رام چندر
رینہ کو قتل کر کے ۴۳۹۶ لوکک سال مطابق ۱۳۲۰ء مطابق ۷۲۰ھ
کشمیر کا بادشاہ بن گیا۔ اس کے عہد میں جناب بلبل شاہ ترکستان
سے آ کر وارد کشمیر ہوا۔ رینچن شاہ اس کے اثر سے مسلمان ہوا۔ انہوں نے
رینچن شاہ کا اسلامی نام "صدر الدین" رکھا۔ بادشاہ کا مسلمان ہونے کی
وجہ سے اکثر بدھ مذہب کے لاتعداد لوگ مسلمان ہوئے اور خاص کر رینچن شاہ
کے بیشتر امراء جن میں رام چندر رینہ کا لڑکا راون رینہ اور اس کی بہن
کوٹہ رانی زوجہ رینچن شاہ بھی مسلمان ہوئے۔ اس طرح کشمیر میں اسلام
کو شاہی سرپرستی حاصل ہوئی اور کشمیر میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔
رینچن کی وفات ۷۲۳ھ مطابق ۱۳۲۳ء مطابق ۴۳۹۹ لوکک سال میں ہوئی۔
اور جناب بلبل شاہ کا وصال ۷۲۷ھ مطابق ۱۳۲۷ء مطابق ۴۴۰۳ لوکک سال میں
ہوا۔ ۴۴۱۵ لوکک مطابق ۱۳۳۹ء مطابق ۷۳۹ھ میں شاہ میر جو سلطان
شمس الدین کے نام سے کشمیر کا بادشاہ بن گیا۔ سلطان شمس الدین کے خاندان نے کشمیر پر
یکے بعد دیگرے ۱۹ سلطانوں نے قریباً ۲۲۶ سال تک حکومت کی ہے ۹۶۲ھ
مطابق ۱۵۵۵ء کو چک خاندان کا غازی خان چک کشمیر کا سلطان بن گیا۔
اس کے بعد اس کا دوسرا بھائی حسین چک نے حکومت کی۔ اس کے بعد
[illegible]

اس کا تیسرا بھائی علی شاہ چک نے ۸ سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد
اس کے لڑکے یوسف شاہ چک نے پہلی بار قریباً ۲ ماہ تک حکومت کی۔
پھر یوسف شاہ چک دوسری دفعہ ۹۸۸ھ مطابق ۱۵۸۰ء میں کشمیر
کا حکمران ہوا۔ اس طرح چک خاندان نے قریباً ۳۲ سال تک کشمیر پر حکومت
کی۔ شاہ میری سلطانوں کے عہد میں پہلی دفعہ ۱۵۲۷ء کے قریب
بابر نے کوچک بیگ اور شیخ علی بیگ کے ماتحت مغل فوج کشمیر پر حملہ
کرنے کیلئے بھیجی، لیکن کشمیر کے بہادر کاجی چک نے مغل فوج کو بری طرح
شکست فاش دی۔ ۱۵۲۸ء میں مغل فوج پھر کشمیر پر حملہ آور ہوئی۔ ۱۵۳۱ء
میں بابر بادشاہ کے دوسرے فرزند مرزا کامران نے محرم بیگ اور شیخ علی بیگ
کی معیت میں وادی پر حملہ کروایا۔ مگر ناکام ہو کر وہ بارہمولہ کے راستے سے
واپس چلا گیا۔ ۱۵۳۳ء میں مرزا حیدر دوغلت نے کشمیر پر حملہ کیا، اور
اس بار صلح کر کے واپس چلا گیا۔ ۱۵۴۰ء میں مرزا حیدر دوغلت نے دوسری
دفعہ کشمیر پر حملہ کیا، اور اس بار وہ کامیاب ہوا اور اس نے شاہ میری خاندان
کے سلطان نازک شاہ کو کشمیر کا حکمران بنایا اور خود در پردہ حکومت چلاتا تھا۔
اس دوران کاجی چک افغان حکمران شیر شاہ سوری کے دربار میں حاضر ہوا۔
شیر شاہ سوری کشمیری بہادر کاجی چک کے متعدد زخموں کو دیکھ کر بہت
متاثر ہوا۔ اس کو خاص ہاتھی کا تحفہ دیا اور اس کو فوجی امداد بھی دی۔
مگر کاجی چک مرزا حیدر کو شکست دینے میں کامیاب نہ ہوا۔ مرزا حیدر نے
۹۵۷ھ یعنی دس سال تک کشمیر پر حکومت کی۔ ۹۵۷ھ مطابق ۱۵۵۰ء
مطابق ۴۶۲۶ لوکک سال میں مرزا حیدر کشمیر میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔

مرزا حیدر کے قتل ہونے کے بعد کشمیر پر چکوں کی حکومت قائم ہوئی۔ یہ کشمیر کا
حکمران یوسف شاہ چک سنہ ۹۸۶ھ میں دوسری دفعہ آیا، تو اکبر بادشاہ نے
اس کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کیلئے کئی بار بلایا اور اسی غرض کے حصول کیلئے
متعدد سفیروں کو بھیجا، مگر یوسف شاہ چک اپنی حکومت کے امراء وغیرہ کے
مشورہ کے مطابق اکبر کے پاس حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ یہاں تک اکبر بادشاہ
نے بالآخر فتح کرنے کے لئے کشمیر پر سنہ ۹۹۳ھ میں راجہ بھگوان داس کی سرکردگی میں
بھاری فوج کے ساتھ حملہ کیا۔ کشمیری فوج نے بڑی بہادری سے لڑ کر
اکبر بادشاہ کی عظیم فوج کو نہایت ہی بری شکست فاش دی۔ اس لڑائی
میں کشمیر کی بہادر فوج نے اکبر بادشاہ کی فوج کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر
رکھ دی۔ آخر شکست سے دوچار ہو کر بھگوان داس نے یوسف شاہ کے
پاس صلح کرنے کی غرض سے اپنے ایلچی بھیجے اور انکے ذریعے یوسف شاہ سے
یہ وعدہ کیا کہ وہ اکبر بادشاہ اور یوسف شاہ کے مابین صلح کرے گا۔
یوسف شاہ راجہ بھگوان داس کے وعدوں پر بھروسہ کر کے اپنے امراء اور
فوج کے سپہ سالاروں کی مصلحت کے بغیر ہی بہانہ بنا کر اپنی فوج کا معائنہ
کرنے کے وقت بھاگ کر بھگوان داس کے پاس چلا گیا۔[1] بھگوان داس نے اس
کو اکبر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کے ساتھ کئے
گئے معاہدہ اور وعدوں کو پس پشت ڈال کر یوسف شاہ کو بارہ سال تک
قید کر رکھا۔ اس کے بعد اکبر بادشاہ نے دوبارہ قاسم خان میر بحر کی سرکردگی میں
کشمیر پر ایک بھاری فوج کے ساتھ حملہ کیا۔ یوسف شاہ کے لڑکے یعقوب چک
نے اکبری فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مگر بدقسمتی کی وجہ سے یعقوب چک نے

[1] : کشمیریوں نے اس کے بھاگ جانے کی تاریخ "نیو گرفتار گو" کہی ہے۔
۶۶ + ۹۸۱ + ۲۶ = ۹۹۳ھ

قاضی موسیٰ جو ملک کا قاضی تھا جس کو یوسف شاہ چک اور اس کا باپ علی شاہ چک
عزت کرتے تھے۔ یعقوب چک نے اپنی حکومت کے دوران مذہب کے نام پر انکو بلا وجہ
شہید کیا۔ اس عظیم سانحہ کی وجہ سے کشمیر کے شیعہ اور سنی مسلک کے اکثر لوگ
یعقوب چک سے ناراض ہو کر اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ نتیجے کے طور پر یعقوب چک
کو ملک کی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس عہد کے دونوں شیعہ مسلک کے مورخین
حیدر ملک چاڈورہ اور طاہر مورخ بہارستان شاہی نے اپنی اپنی تاریخ میں لکھا ہے
کہ قاضی موسیٰ کو شہید کرنے کی وجہ سے یعقوب شاہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اور کشمیر
پر اکبر بادشاہ کو قبضہ کرنے کا موقع میسر ہوا۔ اکبر بادشاہ نے کشمیریوں کی آپسی
نا چاقی سے فائدہ اٹھا کر اس نے کشمیر کے حکومت کے اکثر امراء جن میں حیدر ملک
وغیرہ تھے ان کو جاگیر دے کر اپنے طرفدار بنائے۔ یعقوب چک کے
اکثر فوجی سپہ سالاروں جن میں محمد بٹ، یوسف خان بن حسین چک، حیدر ملک
چاڈورہ، علی ملک چاڈورہ، میر حسین شنگی چاڈورہ، بابا خلیل اللہ،
ابیہ خان وغیرہ کو بھی اپنا طرفدار بنایا۔ اس کے علاوہ کشمیر کے دیگر
بہادروں کو جنہوں نے اکبر بادشاہ کی اطاعت کرنے سے انکار کیا ان کو قیدی بنا
کر ہندوستان میں قید رکھا۔ ان میں سید مبارک خان بیہقی، شمس چک، دولت چک
وغیرہ تھے۔ اس طرح اکبری فوج جن کا میر لشکر [illegible] اس عہد کے [illegible]
"شنگ سنیوت"، "حیدر بیگ" [illegible] ۲ رکانہ تک سنہ ۹۹۵ھ کا مطابق ۲۲ اکتوبر
مطابق سنہ ۹۹۵ھ بروز اتوار کشمیر پر مکمل قبضہ کیا۔ قبضہ کرنے کے بعد اکبر بادشاہ
نے اپنے ماتحت صوبیداروں کے ذریعے کشمیریوں کا قتل عام کروایا۔ اور کشمیر کے
بہادروں جن میں چک، بیہقی وغیرہ تھے مختلف ظالمانہ طریقوں، فریب کاری

اور دھوکہ بازی سے قتل کروایا۔ جن کشمیری بہادروں کو کشمیر سے جلاوطن کیا گیا تھا اُن کو کشمیر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اکبر بادشاہ کے دربار کا اُس کا کشمیری ملازم (پرچہ نویس) مورخ طاہر بہارستان شاہی جس کو ہندوستان سے کشمیر اور کشمیر سے ہندوستان آنے اور جانے کیلئے کوئی ممانعت نہ تھی، اور جو یوسف شاہ چک کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ اسی لئے اُس نے اپنی تاریخ میں اپنا نام کھلے طور پر آشکار نہیں کیا ہے۔ یاد رہے مذکورہ مورخ بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں اکبر بادشاہ کے نام کے ساتھ اکثر دعائیہ فقرے مثلاً "خلافت پناہ"، "جنت آشیانی"، "عالم پناہ"، "جہاں پناہ" اور "خلائق پناہ" وغیرہ لکھے ہیں۔ اسی وجہ وہ اکبر بادشاہ کا محب عیاں طور پر معلوم ہوتا ہے۔ مورخ بہارستان شاہی کشمیریوں کے قتل عام کرنے کے واقعات کا ذمہ دار بجائے اکبر بادشاہ اور اُس کے مقرر کردہ کشمیر کے صوبہ داروں، خود کشمیریوں کو ہی قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں اُس کی تاریخ سے اقتباس ملاحظہ ہو:-

"بعد ازان تمام سپاہیان این دیار تن در زبونی جہت طلب رزق و روزگار در خدمت جاگیرداران (اکبر بادشاہ) این دیار رجوع آوردند۔ محب علی کہ یکے از خدمتگاران میرزا یوسف خان (صوبہ دار کشمیر) جہت فوجداری پرگنہ دچھن پارہ و کھاور پارہ متعین بود، جماعۂ از سپاہیان این دیار بخدمت او رجوع آوردند، او درمیان عہد و پیمان معتبر با ایمان نموده در چشمۂ مچھ بون بر بہانہ چہرہ نویسی ہمہ را جمع گردانیده بقتل رسانیده از خون مسلمانان جویہائے خون چون آب چشمۂ مچھ بون جاری ساختہ۔"

غور طلب بات ہے کہ محب علی صوبہ دار کشمیر میرزا یوسف خان کا ملازم تھا۔ وہ اکبر بادشاہ اور صوبہ دار کی مرضی کے بغیر ایسا شدید قتل و غارت کا اقدام کس طرح کر سکتا تھا۔ مگر مورخ بہارستان شاہی بجائے اکبر بادشاہ اور میرزا یوسف خان صوبہ دار کشمیر، کشمیریوں کو ہی اس قتل و غارت کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ {بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبر ۴۳۹}

"بعد ازین واقعہ بعض مردم حسین چک ولد شمس چک کو لوارہ با اتفاق مردم سرحد کمراج با جمیل بیگ بالقتل آوردہ۔۔۔۔۔ تا چار ملا جمیل بیگ فرصت وقت بکام دل دوستان یافتہ در موضع بیگی پورہ تمام دشمنان را آتش خاک، تیرہ سیر و تند و برابر ساختند۔" (بہارستان شاہی صفحہ نمبر ۴۴۹)

اسی طرح اکبر بادشاہ کے ایماء پر روزانہ سینکڑوں کشمیریوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ محلہ رینہ واری میں محمد قلی خان صوبہ دار نے بے شمار کشمیریوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ مورخ بہارستان شاہی اس قتل عام کا ذمہ دار کشمیریوں کو قرار دیتا ہے:-

"وحبیب خان اتب حسین نائک بمعرض بلا کف آورد۔ یوسف چک را بدست یعقوب شاہ سپرده با نواع عقوبت تباہ ساخت و علی خان ولد یوسف خان و علی خان ولد نوروز چک را بدست حاتم خان بقتل آوردہ۔ الغرض بہمین منوال آن ہفدہ نوجهال از گلبن آمال باغبان۔۔۔۔۔ از بیخ و بن مستاصل گردانیده، رسوا و خوار و زار در کوچہ و بازار که موضع رینہ واری بر تابیده و ہیچ کس را به تجہیز و تکفین آن جماعہ مرخص نگردانید و الا مردم محلہ جہت رفع عقوبت و فتن و طلن از آنجا بردہ شبہ در وقت گاہ که در گرد ان در میان خاک و خاکستر لاشہ ہائے آنہا مستور ساختند۔" (بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ ترات ۴۴۲-۴۳۹)

کشمیر کے اکثر بہادر جنکو اکبر نے کشمیر سے جلائے وطن کر کے ہندوستان بھیجا تھا وہ وہاں ہی
سپرد خاک ہوئے۔ اُن میں سید مبارک خان بیہقی جو ۹۹۴ھ میں فیروزآباد میں دفن ہوئے۔
ابیہ خان ولد ابدال خان چک جن نے شیر افگن کو مارا اُس کا مدفن آستانہ بہرام سقا
بردوان میں ہے۔ یوسف خان ولد حسین خان چک صوبہ بنگالہ کے سلیم آباد میں دفن ہے۔
شمس چک ولد دولت چک صوبہ دکن کے برہان پور میں دفن ہے۔ یوسف شاہ اور اس کی
ملکہ حبہ خاتون کا بیٹا ملک حیدر قاسم خان صوبہ بنگالہ کے موضع [illegible] میں دفن ہے۔
سید مبارک خان بیہقی کے فرزندان سید ابوالمعالی اور سید ابراہیم خان کو ٹھٹھہ
سندھ بھیج دیا گیا۔ مگر تاریخ میں ان کے مدفن کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کہ ان کشمیری بہادروں
بہر کیف جب پندرہ سال کی قید کے بعد اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو رہا کیا تو اس کو
باضابطہ بہار میں جاگیر دی۔ یوسف شاہ نے اپنا سارا اہل و عیال وہیں جاگیر بہار میں
لایا تھا جس میں حبہ خاتون بھی تھی۔ یوسف شاہ کا لڑکا یعقوب چک
عیال کے [illegible] بہار میں رہائش پذیر تھے۔ یعقوب شاہ کی وفات کے
بعد بہار کی جاگیر بقول مورخ بہارستان شاہی راجہ مان سنگھ نے وہ جاگیر یوسف شاہ
چک کے حقیقی فرزند [illegible] خان کو دے دی۔ یوسف شاہ، یعقوب شاہ چک
اور ملکہ حبہ خاتون کی قبریں باضابطہ بہار کے موضع [illegible] میں موجود ہیں۔
مورخ کشمیر [illegible] واقعات کشمیر صفحہ نمبر ۱۱۸ پر لکھا ہے کہ [illegible]ھ
میں یوسف شاہ کی نسل اکبرآباد [illegible] مورخ حاجی محی الدین مسکین
[illegible] نے اپنی تاریخ "گوہر عالم" میں لکھا ہے کہ [illegible]ھ [illegible] یعقوب چک کی اولاد
سے اکبرآباد میں [illegible] حاصل کی۔

ناچیز: جے۔ آر۔ بٹ سوپوری
[illegible] یکم نومبر ۱۹۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں کچھ بیان کرنے سے
پہلے اس بات پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر کی
تاریخ سے بعض نابلد افراد نے ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں لکھا
ہے کہ "ملکہ حبہ خاتون نہیں تھی"۔ اس طرح انہوں نے تاریخ کو
مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حالانکہ کشمیر کے اکثر مورخوں
نے اپنی اپنی تاریخوں میں ملکہ حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے، جن میں مورخ
تاریخ شاہی [illegible] مورخ پنڈت بیربل کاچرو، مورخ تاریخ کشمیر
نرائن [illegible]، مورخ تاریخ حسن غلام حسن شاہ کھویہامی، مورخ
تاریخ کبیر غلام محی الدین مسکین، مورخ وجیز التواریخ غلام نبی
خانیاری، گلزار کشمیر دیوان کرپا رام، مورخ محمد دین فوق اور
مورخ گلدستہ کشمیر وغیرہ ہیں اور ان کے علاوہ حبہ خاتون
کا اس سلسلے میں اپنا درد بھرا کلام کشمیری موسیقی کے قلمی
کتابوں میں بھی اکثر درج ہے اور اس کا کلام آج کل بھی
زبان زد عوام ہے۔
ان مندرجہ بالا تواریخی شواہد کے پیش نظر اگر ہم تواریخ میں

لکھے گئے ایک فرد کی حقیقت کو بغیر تحقیق جھٹلائیں، تو اس صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کشمیر کی تواریخ میں درج بادشاہوں یا دیگر کشمیر کے مشہور و معروف اشخاص، شعراء، سادات کرام اور اولیائے کرام و ریشیان کشمیر کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ للہ دید یعنی للہ عارفہ کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ حالانکہ للہ عارفہ کو کشمیر کی تاریخ میں پہلی عورت شاعرہ مانا جاتا ہے۔ جہاں تک کشمیری متعلق کشمیر کی تواریخ صحیح حالات بہم نہیں کر سکتی ہے کیونکہ للہ عارفہ کے دور کے ہم عصر اور نزدیکی دور کے سنسکرت مورخین نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ سنسکرت مورخ پنڈت جون راج جو سلطان زین العابدین کا سرکاری مورخ تھا، جو للہ عارفہ کے زمانے سے قریب کا تعلق رکھتا تھا، کوئی ذکر اپنی تاریخ میں واضح طور پر نہیں کیا ہے۔ اس نے اپنی تاریخ "زینہ راج ترنگنی" میں مبہم الفاظ میں [illegible] (للہ دیو گنی) کا ایک [illegible] ذکر کیا ہے، اور جو بقول جون راج مورخ یہ گنیوں کی سردار (گورو) تھی۔ جون راج مورخ کی اسی [illegible] اور مبہم بات کو کشمیر کے بعد کے فارسی مورخین نے بلا تحقیق اسی یوگنی کے سردار کو للہ دید سمجھ کر تاریخ میں اس کا نام لکھا ہے۔ اسی طرح جون راج کے بعد [illegible] دیگر سنسکرت مورخین شری ور (شری ور [illegible])، پراجیہ بھٹ اور شک [illegible] پنڈت نے اپنی تاریخ میں کہیں بھی للہ دید کا

نام نہیں لیا ہے۔ ان سنسکرت مورخین کا عہد سلطان بڈشاہ زین العابدین سنہ ۸۲۳ھ – ۸۷۴ھ (مطابق سنہ ۱۴۲۰ء – ۱۴۷۰ء) سے شروع ہو کر اکبر بادشاہ کے کشمیر پر قبضہ سنہ ۹۹۶ھ (مطابق سنہ ۱۵۸۸ء) تک تھا۔ گویا سنہ ۱۵۸۸ء تک کشمیری پنڈتوں نے للہ دید کا کوئی ذکر تاریخ میں نہیں کیا ہے اور نہ ہی وہ غالباً للہ دید کے حالات سے واقف تھے۔ بلکہ کشمیر کے پنڈتوں نے قریباً سنہ ۱۸۰۰ء کے بعد سے للہ دید کے بارے میں اپنی طرف سے معلومات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس کے برعکس پہلا نامور فارسی مورخوں نے للہ دید کا ذکر "تذکرۃ العارفین" کے مؤلف جناب ملا علی رینہ برادر اصغر جناب شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قریباً سنہ ۹۷۰ھ میں کیا ہے۔ ان سے قبل حضرت شیخ العالم شیخ نورالدین نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے (۷۷۹ – ۸۴۲ھ) میں اپنے کلام میں للہ عارفہ[۱] کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں للہ دید کے بارے میں فرمایا ہے ۔۔۔ کہ "للہ دید" ہماری دگورو ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ "اے اللہ! یہی درجہ (ور) مجھے بھی عطا کر، جیسا کہ آپ نے للہ دید کو

۱۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کیلئے راقم کا مقالہ "للہ دید تواریخ اور تذکروں کے آئینے میں" مطبوعہ "اردو شیرازہ" اکیڈمی کشمیر کا ملاحظہ کیجیے۔

عطا کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا کلام ملاحظہ ہو ؎

تس پدمان پورچہ کلیے
ییمہ گلے امرت پیوہ
سوے سافی تہ اوتار لوّ لیے
رتنجی میہ ور دِتو دِیوہ

ترجمہ: پدمان پور (پانپور) کی للہ عارفہ، جس نے گھونٹ گھونٹ آبِ حیات پیا ہے۔ وہ ہماری بھی اوتار تھیں۔ اے خدا! مجھے بھی ایسا ہی درجہ عطا کر۔

حضرت شیخ العالمؒ کے مندرجہ بالا کلام کے پیشِ نظر یہاں یہ اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ جیسا کہ ہر مسلمان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اگر للہ عارفہ اسلام سے وابستہ نہ ہوتی، تو پھر یہ ناممکن تھا کہ حضرت شیخ العالمؒ اللہ تعالیٰ سے اس طرح کی دعا کرتا کہ ان کو بھی ایسا ہی درجہ (درم) عطا ہو! حضرت شیخ العالمؒ کے مندرجہ بالا کلام کے مطلب سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ للہ عارفہ اسلام سے وابستہ تھی۔
مزید برآں سب سے پہلے مسلمان تذکرہ نویسوں نے ہی للہ دید کا نام پہلی بار اپنے تذکروں میں لکھا ہے۔ ان تذکروں اور تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ اسلام سے تعلق رکھتی تھی۔

بہرکیف کشمیر کے دونوں ہندو اور مسلمان للہ دید کو اپنے اپنے دین سے وابستہ جانتے ہیں، اور دونوں اس کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق نیک سیرت اور خدا پرست مانتے ہیں۔ للہ عارفہ کا ذکر میں نے یہاں پر ضمنی طور پر کیا ہے، ورنہ اس کا ذکر کرنا یہاں پر میرا مقصد نہیں، یہاں میں نے اس کا ذکر بطورِ مثال پیش کیا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ کے پیشِ نظر جب للہ دید کی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں، تو پھر حبہ خاتون جس کا ذکر کشمیر کی تواریخ اور تذکروں میں ملتا ہے، پھر اس سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ اس کا کلام آج بھی لوگوں کی زبان پر ہے؟ اب رہا سوال اس وقت کے مورخوں کا جن میں مورخ بہارستانِ شاہی، طاہر، اور حیدر ملک چادورہ ہیں، انہوں نے حبہ خاتون کے بارے میں کیوں نہیں لکھا ہے۔
ان کی تاریخ سے دو ہی وجوہ معلوم ہوتے ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ ان کی تاریخوں میں چک بادشاہوں کی کسی بیگم کا نام نہیں ملتا ہے اور نہ ہی یہ لکھا گیا ہے کہ کس چک بادشاہ کی کتنی بیگمات تھیں، حتیٰ کہ بہارستانِ شاہی کے مؤلف طاہر نے اپنی تاریخ میں علی شاہ چک کی دوسری بیوی جو کشتواڑ کے راجہ بہادر سنگھ کی لڑکی تھی، کے ساتھ شادی کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے، نہ ہی علی شاہ چک کے کشتواڑ پر حملہ کرنے کا اپنی تاریخ میں

ذکر کیا ہے، اور نہ ہی اُس کے پوتے یعقوب شاہ چک کی شنکر دیوی
کے ساتھ شادی کا ذکر کیا ہے، جو علی شاہ چک نے سنہ ۹۸۵ھ میں
دوسرے حملہ کے بعد اپنے پوتے یعقوب چک کی شادی کشتوار
کے راجہ کی بہن سے کی تھی۔

یہ واقعہ کشمیر کی ہر تاریخ میں درج ہے، ماسوائے بہارستان
شاہی کے۔ اس کی وجہ صرف یہ دکھائی دیتی ہے کہ مورخ بہارستان
شاہی، جو راقم کی تحقیق کے مطابق علی شاہ چک کی پہلی بیوی
کی طرف سے اس کا رشتہ دار ہے[1]، وہ علی شاہ چک کی دوسری
شادی سے خوش نہیں ہے، اس لئے اس نے علی شاہ کے حملہ
کشتوار کا ذکر نہیں کیا ہے، پھر شادی کرنے کی اطلاع کس طرح
دیتا۔ مصنف کا اس بات کا بھرم اس وقت کھل جاتا ہے
کہ جب وہ اپنی تاریخ میں اختتام کے قریب لکھتا ہے کہ یعقوب
شاہ چک نے جب سنہ ۹۹۵ھ میں اکبر کی فوج سے شکست کھائی،
تو وہ کشتوار بھاگ گیا۔ کشمیر کی اکثر مورخین نے اپنی تاریخ
میں لکھا ہے کہ جب یعقوب چک نے اکبر کی فوج سے شکست کھائی
تو وہ "اپنے سسرال کشتوار چلا گیا"۔ مگر ان مورخین میں صرف

---

[1] - اس سلسلے میں اس بات پر بحث کیجئے راقم کی بہارستان شاہی
کے اردو ترجمہ کے فٹ نوٹس کا ملاحظہ کیجئے۔

مورخ بہارستان شاہی ہی ہے، جس نے اس وقت بھی اس بات
کا اپنی تاریخ میں ذکر نہیں کیا ہے کہ "یعقوب چک اپنے سسرال
کشتوار چلا گیا"۔ بلکہ صرف متعدد بار لکھا ہے کہ "یعقوب چک
کشتوار رفت" اور "یعقوب چک از کشتوار بر آمدہ"۔
اس طرح مورخ مذکور نے حقیقت پر پردہ ڈالا ہے۔ دوسری
وجہ یہ بھی ہے کہ چک حکمران اپنی بیگمات کے نام لکھنا غالباً
معیوب سمجھتے تھے۔

اس عہد کا دوسرا اہم عصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی
تاریخ میں علی شاہ چک کے حملۂ کشتوار اور اس کی شادی وغیرہ
کا ذکر کیا ہے۔ اس کی بیوی کا نام اس نے "فتح خاتون" لکھا ہے
اور پھر جب علی شاہ چک نے دوسری بار کشتوار پر سنہ ۹۸۵ھ میں حملہ
کیا، تو بہادر سنگھ راجہ کشتوار نے اپنی بہن شنکر دیوی کی
شادی علی شاہ کے پوتے یعقوب چک پسر یوسف شاہ چک سے
کی۔ غرض تاریخ میں ان ہی دو چک بادشاہوں کی غیر مسلم دو
بیویوں کے نام درج ہیں، اور اس کے علاوہ اہل سنت والجماعت
کے مورخوں نے کاجی چک کی بہن جو محمد شاہ بن حسن شاہ، بادشاہ
کشمیر کے نکاح میں تھی، جس کا نام انہوں نے "صالحہ ماجی" لکھا
ہے، جس نے میر شمس الدین محمد عراقی کے خانقاہ معلی کی تعمیر میں
دیری کرنے کی وجہ سے اس کی دوبارہ تعمیر اپنے زیورات کی رقم

سے کروائی تھی، جس کا ذکر تاریخ میں موجود ہے۔

راقم کی نظر سے موسیٰ رینہ وزیراعظم فتح شاہ، بادشاہ کشمیر اور جو میر شمس الدین محمد عراقی کا رشتہ دار اور مورخ کشمیر ملک حیدر چاڈورہ کا چچا تھا، کی بیگم کی قبر کے نقش شدہ کتبہ کا پتھر جس کو سرینگر کی ایک مسجد کی دیوار میں لگایا گیا ہے، گزرا ہے جس پر کتبہ بدیں طور پر لکھا ہوا ہے۔ "حرم ملک موسیٰ رینہ"۔ اس پر اس کی بیگم کا نام نہیں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح راقم نے کشمیر کے "تواریخی مزارات" میں بھی صرف ظفر شاہ کی بیہقی بیگم کا نام "مخدومہ خاتون" اس کی قبر بہاؤالدین گنج بخش کے قبرستان میں کتبہ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ ظفر شاہ کی دیگر دو عمومی کی غیر مسلم بیگمات جن کے بطن سے ظفر شاہ کے تین فرزند پیدا ہوئے تھے، کی قبروں پر صرف اصلی نام کے بجائے "حرم سلطان زین العابدین" لکھا ہوا ہے۔ ان کی قبریں جن میں ایک بیگم کی قبر جمال الدین سرینگر میں اور دوسری کی قبر صراف کدل سرینگر میں پیر حاجی محمد کے قبرستان میں موجود ہے۔ اور سلطان حسن شاہ کی بیہقی دو بیگمات کی قبروں پر ان کے نام مبارک خاتون اور حیات خاتون بہاؤالدین گنج بخش کے مزار میں نقش شدہ ہیں۔ چک حکمرانوں کے مزار میں ان کی بیگمات کی قبروں پر ان کے نام لکھے ہوئے نہیں پائے گئے ہیں۔

تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ ملکۂ حبہ خاتون نے قریباً ۲½ سال کے بعد یوسف شاہ چک کی اکبر کی قید سے رہا ہونے کے بعد اس کے ساتھ ہندوستان (بہار) میں رہ کر زندگی کے آخری ایام گزار دیئے ہیں۔ جیسا کہ تواریخ میں درج ہے کہ اکبر نے ۹۹۳ھ میں کشمیر کے آخری آزاد حکمران یوسف شاہ چک اور اس کے بعد اس کے بیٹے یعقوب شاہ چک کو ہندوستان میں قید رکھ کر، بعد میں قید سے رہا کر کے اُن کو بہار میں جاگیر دی، جہاں انہوں نے اپنے عیال کے ساتھ زندگی کے باقی دن گزار دیئے۔

اس بات کا ذکر کشمیر کی تواریخوں کے علاوہ اکبر بادشاہ کے اس وقت کے مورخین وغیرہ نے بھی اپنی تواریخ میں کیا ہے جن میں اکبر نامہ کا مؤلف ابوالفضل، فرشتہ اور ماثرالامراء کے مؤلف بھی ہیں۔ ان کی تواریخ سے اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

(۱) ششم دی ۹۹۶ھ یوسف خان مرزبان کشمیر (یعنی یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر) را از زندان برآوردہ نوازش فرمودہ، او را در حدود بہار جاگیر دادند۔ (اکبر نامہ صفحہ نمبر ۵۲۷، سال جلوس ۳۲)۔

(۲) پدر و پسر یعنی یوسف شاہ و یعقوب شاہ داخل اُمرای بادشاہ شدہ ولایت بہار جاگیر یافتند۔
(تاریخ فرشتہ صفحہ نمبر ۳۱۷)

(۲) سال سی و دوم (جلوس) (یوسف شاہ) از زندان بر آوردہ در حدود بہار بجاگیر تنخواہ شدہ تعینات صوبہ بنگالہ گردید۔ (مآثر الامراء جلد سوئم صفحہ نمبر ۹۵۶)

تاریخ کشمیر "گوہر عالم" کا مشہور مؤلف محمد اسلم منعمی نے اپنی تاریخ کی ابتداء میں فولیو نمبر ۴ پر لکھتے ہیں کہ میں ۱۱۸۸ھ میں اتفاقاً دار الخلافہ اکبر آباد چلا گیا تھا، جہاں میری ملاقات چک حکمران کے آخری بادشاہ یعقوب چک کے پسماندگان اولادوں سے ہوئی، اور ان سے میں نے "نور نامہ" جو حضرت شیخ نور الدین ولیؒ کا کلام کا مجموعہ تھا، اور جس کا ترجمہ سلطان زین العابدین (۸۲۳ھ) کے مشہور مؤرخ و شاعر مولانا احمد علامہ کشمیری نے بزبان فارسی کیا تھا، اور جس کا نام اس نے "مراۃ الاولیاء" رکھا تھا، حاصل کیا، اور اس کا نقل میں نے خود کیا۔ اس قلمی نسخہ سے کشمیر کے پانڈوؤں کے حالات اخذ کر کے اپنی تاریخ (گوہر عالم) میں درج کئے ہیں۔ اس سلسلے میں گوہر عالم کے مؤلف کا اقتباس ملاحظہ ہو:۔

. . . . . و حال و حکایات پیشینان از زبان کرامت بیانش سر زدہ بزبان کشمیری مویداں و مخلصانش آن کلام الہام را ترجمان ساختہ و بہ "نور نامہ" موسوم گردانیدند۔

خدمت مولانا احمد علامہ کشمیری کہ معاصر و مادح سلطان زین العابدین بود، "نور نامہ" مذکور را بزبان فارسی ترجمہ بدقیق نگاشتہ و آیات و احادیث، سوانح شاہد، اقوال حضرت شیخ نور الدین ولیؒ آوردہ و آن را بہ "مراۃ الاولیاء" موسوم نمودہ و آن رسالہ محترمہ در خزائن پادشاہان بود۔ سلطان یعقوب چک کہ آخرین ملوک آن دیار است و بہ چکان معروف بود و ہنگام فرار از آن دیار آن نسخہ ترجمہ را با خود بہند آوردہ، و در دست اولاد آن پادشاہ نامدار کہ از عہد اکبر پادشاہ ساکن مستقر الخلافت اکبر آباد اند، ماند، اتفاقاً در سال ہزار و یک صد و ہشتاد و ہشت ۱۱۸۸ھ داعی را کشش آب و خور دنیا برہی از سرکار لکھنؤ در لشکر نواب وزیر کہ در سرکار اتاوہ دایرۂ دولتش برپا بود، کشیدہ۔ یکی از فرزندان آن پادشاہ نامی کہ بزیور علم و پیرایۂ شجاعت و سخاوت بعادات آبائی خویش آراستہ و پیراستہ بود در رفاقت خلاصۃ الصدق نواب وزیر بسبب مخالفت زمانہ بیوگی اختیار فرمودہ بود بمساعدت وقت داعی را دو شبانروز بہ آن درۃ التاج سلطنت و خلافت طرح صحبت و صحبت دست دادہ بود، چون بر عزیمت مافی الضمیر مؤلف مطلع گردید از مردی بزرگ منشی

ترجمہ "نورنامہ" را کہ بدستخط مولانا مذکور کہنہ و مشکوک
بمرور دہور و کرور اعوام وشہور شدہ بود حوالۂ داعی
نمودہ، در تحریر تعلیم آن ساعی گردیدہ فی الفور بسرعت ہرچہ
تمام تر قضیہ کیفیت ابتدای بنای آن ملک و پادشاہات و
دیگر بادشاہان ازان رسالہ منتشر کہ نقل بردا شتہ۔

[گوہر عالم (تاریخ کشمیر) قلمی نسخہ نمبر ۴
(شعبۂ عربی فارسی مخطوطات۔ ریسرچ لائبریری حال کشمیر یونیورسٹی)

تاریخ کشمیر گوہر عالم کے مؤلف محمد اسلم منعمی کے مندرجہ بالا
اقتباس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ چک حکومت
کے آخری بادشاہ یعقوب چک نے جب سنہ ۹۹۶ھ میں اکبر بادشاہ
کی اطاعت کی، تو اس نے یعقوب چک کو اپنے باپ یوسف شاہ
چک (بقول دیگر مورخین کشمیر اکبر بادشاہ) کے پاس ہندوستان
بھیج کر نظربند کر دیا تھا۔ بعد میں جب یوسف شاہ چک نے سنہ ۱۰۰۰ھ
میں انتقال کیا، تو اس کی جاگیر یعقوب چک کو بہار میں دی گئی۔
اور اسی دوران یعقوب چک کی موت سنہ ۱۰۰۱ھ میں زہر دینے
سے واقع ہوئی۔ بقول مصنف بہارستان شاہی یعقوب چک
کے بچے بھی اس وقت بہار میں مقیم تھے، اور جن کے بارے میں
وہ لکھتا ہے کہ بعد میں جب راجہ مان سنگھ نے یوسف شاہ کے
متبنیٰ لڑکا قاسم خان کو یعقوب چک کے بچوں کے پاس بھیج

دیا، تو اس نے بہار میں پہنچ کر یوسف شاہ کی جاگیر پر زور و
زبردستی سے قبضہ کر کے یعقوب چک کے بچوں کو جائیداد وغیرہ
سے معزول کر دیا، اور بعد میں ان کی شکایت پر راجہ مان سنگھ
نے کوئی غور نہیں کیا۔ مصنف بہارستان شاہی کے مؤلف کے
اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب چک کی وفات کے
موقعہ پر بہار میں یعقوب چک کی اولاد موجود تھی، اور پھر
کشمیر کے مورخ محمد اسلم منعمی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ
سال ۱۱۸۸ھ (مطابق ۱۷۷۴ء) میں یعقوب چک کی اولاد
اکبرآباد میں بود و باش کر رہی تھی، جن سے اس نے "نورنامہ"
حاصل کیا تھا۔ بہرحال اس بات کا تذکرہ کرنا ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ ڈاکٹر حیدری نے بہارستان شاہی کی ترتیب کے
صفحہ نمبر ۲۴۶ پر بعنوان "یعقوب شاہ کے بیٹوں کا
المناک قتل" لکھا ہے، جو درست نہیں، کیونکہ بہارستان شاہی
کے مؤلف کے بیان کے مطابق یعقوب شاہ کے بچوں کو
قتل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ ان کی جائیداد و مال و اسباب پر
"قاسم خان" جو یوسف شاہ چک کا متبنیٰ لڑکا تھا، نے
راجہ مان سنگھ کی منظوری سے قبضہ کیا تھا۔ مصنف بہارستان
شاہی جو یوسف شاہ چک اور یعقوب چک کا رشتہ دار اور ان کا
ہم عصر تھا، کے اقتباس سے یعقوب شاہ کے بچوں کا قتل کا

"...قرینہ بھی واضح نہیں ہے" اھ۔ اس سلسلے میں مورخ کشمیر
محمد اسلم انتشفی کا مندرجہ بالا بیان بھی ڈاکٹر حیدری کے مرتب
کردہ عنوان "یعقوب شاہ کے بیٹوں کا المناک قتل" کی
تردید کرتا ہے کیونکہ اس کے بیان کے مطابق وہ یعقوب شاہ
کے انتقال کے بعد ۱۰۰۱ھ میں اکبرآباد گیا تھا، جہاں اس نے
یعقوب شاہ چک آخری حکمران کشمیر کی پسماندگان اولاد سے
"نورنامہ" حاصل کیا تھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مذکورہ
آخری حکمران کی اولاد کو قتل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ ۱۱۸۰ھ تک
اس کی ذریت دنیا میں برابر چلی آرہی تھی۔ گویا یعقوب شاہ
کی موت کے بعد قریباً ۱۸۶ سال گزر جانے کے بعد بھی اس کی ذریت
ہندوستان میں موجود ہونے کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔
بہارستان شاہی کے مصنف کا بیان جس پر ڈاکٹر حیدری نے
یعقوب شاہ کے اس وقت کے زندہ و سلامت اولادوں کا
"قتل کرنے" کا بے بنیاد، مبہم اور بعید العقل لیبل چسپاں کیا ہے،
جب کہ مصنف (مورخ) کی واضح عبارت کا مفہوم "قتل کرنے" کے
واقعہ کے لیبل کی تردید کرتا ہے۔ مصنف بہارستان شاہی کی واضح
عبارت ملاحظہ ہو:-

"از استماع این قضیہ ہائلہ راجہ مان سنگھ بہت تحیر واقع شد و
استمالت فرزندان شہید بساط تعزیت ایشان بجان برادر

دل سوزی قاسم خان را بآن حدود تعین فرمود۔ آن ناخدا ترس
باتفاق چند کس را از گلوئے آن بیگناہ چند از شہر لو
تافتہ متوجہ آن حدود گردید، در آنجا رسید۔ تا ممکن
فرزندان ایشان را بانواع تشویش و اصناف عقوبت
معذب داشتہ آنچہ اسباب و املاک، و زر و زیور کہ در
سرکار منکوحہ او مانده بود گرفتہ بتصرف خود در آورد و
ہیچ کس لغو رسی آں جماعۂ مظلومہ در بارہ راجہ (مان سنگھ)
نہ پرداخت"

ترجمہ:- اس ہولناک واقعہ (یعقوب چک کی وفات) کی خبر
جب راجہ مان سنگھ نے سنی تو اس نے یعقوب چک کے غم زدہ
فرزندوں کی نگہبانی، دل جوئی اور ان کی ماتم پرسی کے لئے
اس خیال کے پیش نظر کہ قاسم خان ان کے باپ کا بھائی ہونے کے ناطے
وہ ان کی ہمدردی اور غم خواری کرے گا، اس لئے قاسم خان کو
ان کے پاس بھیج دیا۔ اس ناخدا ترس نے جانے سے پہلے ہی اپنے دل
میں یہ تجویز سوچی کہ وہ ان بیگناہوں کو ہر قسم کی سختی اور
تکلیف دے گا۔ جب وہ ان کے پاس وہاں پہنچا، تو جس قدر
اسے ممکن ہو سکا، اس نے ہر قسم کی زور زبردستی کر کے ان کا
سارا مال و اسباب اور زر و زیور جو کچھ ان کو حکومت سے ملا تھا،
ان سے چھین کر اپنے قبضہ میں لایا۔ کسی بھی شخص نے ان مظلوم بیگناہوں

کی سفارش راجہ مان سنگھ کے پاس نہ کی۔

مصنف بہارستان شاہی کے مندرجہ بالا اقتباس سے یہی بات اخذ ہوتی ہے کہ قاسم خان جو یوسف شاہ چک کا متبنیٰ لڑکا تھا، راجہ مان سنگھ نے یعقوب شاہ چک کے انتقال کے بعد اس کی اولاد کے پاس بہار بھیج دیا تھا تاکہ وہ یعقوب شاہ کے غم زدہ بچوں کی تعزیت اور دل جوئی کرے۔ مصنف بہارستان شاہی جو یعقوب شاہ چک کا رشتہ دار تھا، اور قاسم خان جو یوسف شاہ چک کا متبنیٰ لڑکا تھا، سے عداوت رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے مبالغہ آرائی سے کام لے کر لکھا ہے کہ قاسم خان نے یعقوب شاہ کے بچوں کے پاس پہنچ کر ان کو طرح طرح کی تکالیف اور دکھ دے کر ان سے زر و زیور اور مال و اسباب کو چھین کر اپنے قبضہ میں لے لیا، اور پھر مزید لکھا ہے کہ راجہ مان سنگھ نے یعقوب شاہ کے مظلوم بچوں کی فریاد پر کوئی غور نہیں کیا۔ جو اس لئے درست معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اگر یہ حقیقت صحیح ہوتی، تو مان سنگھ ضرور اس پر غور کرتا۔ مصنف مذکور کے اس اقتباس کی عبارت سے دوسری اس بات کی بھی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ قاسم خان یوسف شاہ کا متبنیٰ (لے پالک) لڑکا تھا۔ اس لئے یعقوب شاہ کے مرنے پر راجہ مان سنگھ نے قاسم خان کو ہی یوسف شاہ کا وارث جائز جان کر یوسف شاہ کی

جاگیر اور مال و اسباب اس کے قبضہ میں دے دیئے، جس پر مصنف بہارستان شاہی ناخوش و ناراض ہو کر قاسم خان کے خلاف مبالغہ آرائی سے کام لیکر اصل حقیقت پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ مصنف بہارستان شاہی کے مندرجہ بالا اقتباس سے یعقوب شاہ کی اولاد کا قتل ہونے کا کوئی مفہوم واضح نہیں ہوتا ہے۔ بقول مصنف بہارستان شاہی کہ قاسم خان یوسف شاہ کا اشتہاری فرزند تھا، تو پھر وہ کیسے یعقوب شاہ کے مرنے کے بعد جاگیر پر قابض ہوتا؟ اور اگر قاسم خان یعقوب چک کا بھائی نہ ہوتا، تو یعقوب چک پھر اپنی جاگیر پر جانے سے قبل قاسم خان سے رخصت لینے کے لئے اس کے پاس کیوں گیا تھا؟ یوسف شاہ کے "لے پالک" فرزند قاسم خان پر غور کرنے سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ کی ملکہ حبہ خاتون جو غالباً اولاد نرینہ سے محروم تھی، قاسم خان کو "لے پالک" بیٹا قرار دیا ہوگا۔ ورنہ یوسف شاہ چک خود اپنے بیٹوں کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو "لے پالک" بیٹا نہیں بناتا۔ چونکہ مصنف بہارستان شاہی جو یوسف شاہ کی ماں کی طرف سے اس کا نزدیکی رشتہ دار تھا، قاسم خان کے خلاف تھا، اس لئے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس نے مبالغہ آرائی سے کام لے کر اس کی غایت برائی کی ہے۔ مصنف بہارستان

شاہی کے اس سلسلے میں اس کی عبارت ملاحظہ ہو :-

"قاسم خان کہ بفرزندی یوسف شاہ در افواہ اشتہار پذیر رفتہ بود و مدت یک سال بشومئی زشتی افعال خویش در حبس پادشاہی محبوس بود و راجہ مان سنگھ در آن حین شفیع او شدہ او را از آن حبس برآورد و در حقیقت نسل مرد قصابے بودہ"

(ترجمہ) :- قاسم خان جو یوسف شاہ (بادشاہ کشمیر) کا فرزند ہوتا مشہور ہو چکا تھا، وہ اپنے برے افعال اور کردار کی وجہ سے بادشاہ کے قید میں تھا۔ اور راجہ مان سنگھ کی سفارش پر اس کو قید سے رہائی ملی۔ دراصل وہ قصاب کے نسل سے تھا۔

غور طلب بات ہے کہ قاسم خان کیسے طرح یوں ہی یوسف شاہ کا لڑکا ہونے کا دعویٰ دار بن سکتا تھا، جب تک اس میں حقیقت نہیں ہوتی؟ اور مصنف بہارستان شاہی نے اس کے برے افعال و کردار کے بارے میں کوئی واضح دلیل پیش نہیں کی ہے۔ اگر فی الواقع وہ برے افعال و کردار کا عادی ہوتا، تو پھر راجہ مان سنگھ کیسے اس کی سفارش کرتا؟ مصنف بہارستان شاہی کا یہ بیان بلا دلائل مبالغہ آرائی، تہمت اور حسد کے سوا کچھ نہیں۔

اسی طرح "کشمیر سلاطین کے عہد میں" صفحہ نمبر ۳۰۴ پر ڈاکٹر محب الحسن، قاسم خان "بے باک" فرزند یوسف شاہ چک کے بارے میں اس طور ذکر کرتے ہیں :-

"یوسف شاہ کے انتقال کے بعد مان سنگھ نے اس کا منصب یعقوب چک کو دے دیا، اور اسے اپنی جاگیر میں جانے کی اجازت دے دی، رہتاس چھوڑنے سے پہلے یعقوب شاہ، قاسم خان سے رخصت ہو گیا، جو یوسف شاہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ دار تھا"۔

بہر حال مصنف بہارستان شاہی کے اس بیان سے کہ "قاسم خان فرزند یوسف شاہ نے یعقوب چک کے فرزندوں کے اسباب و املاک پر قبضہ کیا" اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ جب اس کے بیان کے پیش نظر یعقوب شاہ فرزند یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کی اولاد ہندوستان (بہار) میں ۱۰۳۳ھ میں مقیم تھی، تو پھر یعقوب شاہ کے باپ یوسف شاہ جو قریباً ۹۹۷ھ سے بہار کی جاگیر پر قابض تھا، اس کا بیٹا کیسا عیالی اور اس کی دوسری بیگم ملکہ حبہ خاتون جو یوسف شاہ سے اکبر کی قید میں بند ہونے کے وقت زندہ تھی، بعد میں جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو قید سے رہا کر کے بہار میں جاگیر دی، اور پھر حبہ خاتون اور یوسف شاہ کا متبنیٰ لڑکا

قاسم خان، یعقوب شاہ کے مرنے کے بعد ہندوستان (بہار) میں مقیم تھا، تو پھر اُس کی ماں حبہ خاتون وہاں کیوں نہیں ہوتی؟

دراصل مصنف بہارستان شاہی نے یوسف شاہ کے عیال کے بارے میں کوئی بات نہیں لکھی ہے۔ اس کی وجہ یہی دکھائی دیتی ہے کہ وہ یوسف شاہ کی پہلی بیوی جس کے بطن سے یعقوب چک اور دیگر اولاد پیدا ہوئے تھے، اُن کا خیر خواہ ہوگا۔ یوسف شاہ کی دوسری بیوی ملکہ حبہ خاتون سے ممکن ہے، اس سے تعلقات ٹھیک نہیں رہے ہوں گے۔ بعض نے یوسف شاہ کے عیال کے بارے میں کوئی بات نہیں لکھی ہے جو اُس کے مرنے کے بعد یا جو اُس کی جلاوطنی کے دوران فوت ہوئے ہوں گے، ان کے بارے میں چپ سادھ لی ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جب یعقوب چک کے بچے اور اُس کا عیال یعقوب چک کے مرنے کے وقت اُس کے پاس ہندوستان میں موجود تھے، تو اُس کے باپ یوسف شاہ کا عیال اُس کے پاس ہندوستان میں کیوں نہیں ہوتا؟ جب ۹۹۲ھ میں اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو بھگوان داس کے ذریعے صلح کے بہانے بلا کر قید کر دیا، تو بعد میں اُس کو تقریباً ۲½ سال کے بعد اکبر بادشاہ نے قید سے رہا کر کے بہار میں جاگیر دی، تو یہ بات ضروری ہے کہ یوسف شاہ نے قید سے رہا ہو کر بعد میں اپنا عیال جس میں اُس کی بیوی حبہ خاتون تھی، ہندوستان لایا ہوگا، جہاں اُنہوں نے زندگی کے

باقی دن گذار دیئے ہوں گے۔

یوسف شاہ چک کا باپ علی شاہ چک نے اپنے دور حکومت ۱۵۷۳ء (مطابق ۹۸۰ھ) میں راجہ کشتواڑ پر چڑھائی کی۔ کیونکہ راجہ کشتواڑ نے اُس کی اطاعت کرنے اور اُس کا اقتدار ماننے سے انکار کر دیا تھا، جس پر علی شاہ چک نے اُس پر حملہ کر دیا۔ راجہ کشتواڑ نے اس لڑائی میں شکست کھائی اور علی شاہ کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر لیا۔ خراج دینے کے علاوہ علی شاہ کو اپنی لڑکی بھی بطور نذر پیش کی۔ علی شاہ نے اُس سے شادی کر لی اور اس کا اسلامی نام فتح خاتون رکھا، لیکن بعد میں پھر راجہ کشتواڑ نے خراج دینے سے انکار کر دیا، جس پر علی شاہ نے ۱۵۷۸ء میں پھر چڑھائی کر کے راجہ کشتواڑ کو شکست دی۔ راجہ کشتواڑ نے پھر باقاعدہ خراج دینا منظور کیا اور اپنی بہن شنکر دیوی کو علی شاہ کے پوتے یعقوب شاہ چک سے شادی کے لئے اُس کے پاس بھیج دی۔ علی شاہ چک اور اُس کے پوتے کی شادیوں کا تذکرہ اس عہد کا دوسرا ہم عصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ مگر اس عہد کے دوسرے ہم عصر مورخ طاہر جو علی شاہ چک کا اُس کی پہلی بیوی کی طرف سے اُس کا نزدیکی رشتہ دار تھا اور اُس کی تاریخ "بہارستان شاہی" کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ وہ اُن کی جلاوطنی کے زمانے میں اُن کے پاس ہندوستان آتا جاتا تھا، اگرچہ وہ اکبر بادشاہ کا سرکاری ملازم بھی تھا اور

وہ اکبر بادشاہ کا محب تھا، نے علی شاہ چک اور اسکے پوتے
یعقوب شاہ چک کی شادیوں کا ذکر اپنی تاریخ میں قطعاً نہیں کیا ہے۔
علی شاہ چک نے خود راجہ کشتواڑ کی لڑکی سے شادی کی اور
اپنے پوتے یعقوب شاہ چک کی بھی راجہ کشتواڑ کی بہن سے شادی کی،
مگر اُس نے اپنے لڑکے یوسف شاہ چک کی شادی نہیں کی۔ اس بات
سے عیاں ہوتا ہے کہ یوسف شاہ چک نے پہلے ہی حبہ خاتون سے
شادی کی تھی۔ ورنہ علی شاہ چک، اپنے لڑکے یوسف شاہ چک
کی شادی راجہ کشتواڑ کی بہن سے کرتا۔ وہ کبھی اپنے پوتے یعنی
یوسف شاہ چک کے فرزند یعقوب شاہ چک سے راجہ کشتواڑ کی بہن
سے اُس کی شادی لازماً نہیں کرتا۔

علی شاہ چک ۱۵۷۰ء میں کشمیر کا بادشاہ بن گیا تھا۔ اس وقت
یوسف شاہ چک کی دوسری شادی حبہ خاتون سے کب کی ہوئی تھی،
جو اس وقت یوسف شاہ چک کی پہلی بیوی سے لڑکے بھی پیدا ہوئے
تھے اور بعد میں علی شاہ چک نے غالباً یوسف شاہ چک کی دوسری
شادی کرنے کے پیش نظر ہی یعقوب چک کی شادی راجہ کشتواڑ
کی بہن سے کردی تھی۔ جس کی بنیادی وجہ یوسف شاہ چک کا کیا گیا
حبہ خاتون سے دوسرا نکاح تھا۔

تواریخ کے گہرے مطالعے سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے
کہ یوسف شاہ چک نے شہزادگی کے زمانے سے پیشتر ہی دوسری شادی

حبہ خاتون سے کی تھی۔ علی شاہ نے ۱۵۷۹ء میں انتقال کیا۔ اس
طرح اس نے تقریباً ۹ سال تک حکومت کی۔ ۱۵۷۹ء مطابق ۹۸۷ھ
میں یوسف شاہ چک پہلی بار کشمیر کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے اس بار
چند مہینے تک حکومت کی، پھر اس کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔
اس دوران یوسف شاہ اپنا زیادہ وقت ارباب نشاط کی صحبت میں
گزارتا تھا، اور انتظام سلطنت کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا، جس کی
وجہ سے اس کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ پھر دوسری بار
۱۵۸۰ء میں کشمیر کا بادشاہ بن گیا، اور ۹۹۵ھ میں اکبر نے اس کو
بہار میں جاگیر دی، جہاں اُس کا مدفن ہے۔ یوسف شاہ چک نے
۱۰۰۱ھ میں اوڑیسہ کے موضع جگرناتھ میں انتقال کیا۔ بعد میں
اس کی نعش وہاں سے لاکر بہار کے موضع بسوک میں ۲۳ ربیع الاول ۱۰۰۱ھ
کو زیر زمین دفن کی گئی۔

حبہ خاتون کے بارے میں اُن تواریخ کے اقتباسات درج کئے
جاتے ہیں، جنھوں نے اس کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا ہے:-

(۱) تاریخ کشمیر (بہارستان شاہی)

اس عہد کے ہم عصر کشمیر کے دو فارسی مورخین گذرے
ہیں، جن میں مصنف بہارستان شاہی ہے جس نے اپنا نام واضح
طور پر ظاہر نہیں کیا ہے۔ ایک جگہ اس نے اپنی تاریخ میں اپنا

نام یا تخلص طاہر لکھا ہے، اور شیعہ مسلک سے وابستہ تھا۔
اس کی تاریخ کے مطالعہ سے اس بات کی نشان دہی ہو جاتی ہے
کہ مصنف مذکور علی شاہ چک کا اس کی عورت کی طرف سے
اس کا نزدیکی رشتہ دار تھا اور غالباً علی شاہ چک کی عورت
کا بھائی تھا۔ اس لئے جگہ جگہ مذکورہ تاریخ میں علی شاہ چک کا
ذکر کیا ہے، اور اس کے نام کے ساتھ دعائیہ الفاظ "مغفرت
پناہ" "غفران پناہ" اور "فردوس آرامگاہ" و "ظفر قرین" استعمال
کئے ہیں۔ اس کے برعکس بیہقی سادات کی اکثر خوشامدانہ لہجے میں
تعریفیں کی ہیں۔ اُن کے نام کے ساتھ دعائیہ فقرے استعمال
نہیں کئے ہیں۔ اگرچہ طاہر مصنف بہارستان شاہی نے اُن کی
شجاعت، بہادری، دانائی اور نیک نیتی وغیرہ کی تعریفیں
کی ہیں، اس کی بنیادی وجہ دراصل یہی ہے کہ علی شاہ چک
نے اپنی لڑکی کا نکاح سید مبارک خان بیہقی کے فرزند ارجمند
سید ابوالمعالی بیہقی سے کیا تھا۔ علی شاہ کے بعد اس کے فرزند
یوسف شاہ چک نے بھی اپنی لڑکی کا نکاح سید مبارک خان
کے پوتے سے کیا۔ ان ہی رشتوں کے توسل سے مصنف
بہارستان شاہی نے سادات بیہقی کی تعریفیں اپنی تاریخ
میں کی ہیں۔ میری تحقیق اس مصنف کے بارے میں یہ ہے کہ
مصنف مذکور "تحفۃ الاحباب" کے مصنف کا فرزند ہے۔ اس نے

بھی اس تذکرہ میں جس میں اس نے میر شمس الدین محمد عراقی کی
سوانح عمری اور کشمیر میں اس کے تبلیغ اسلام، ترویج شیعہ مسلک
اور اس کی بت شکنی کے حالات واقعات تفصیل سے بیان کئے
ہیں، اپنا نام واضح طور پر ظاہر نہیں کیا ہے۔ اس نے اپنے باپ کا
نام ملا جمال الدین بتایا ہے۔ مصنف بہارستان شاہی نے اپنے
جدِ اعلیٰ یعنی دادا کا نام ملا حسام الدین بتایا ہے۔ اس وجہ سے
ان کا شجرہ نسب اس طرح دکھائی دیتا ہے، جو مدت اور عہد
کے مطابق درست ثابت ہوتا ہے:۔
ملا حسام الدین کا فرزند ملا جمال الدین تھا جس نے میر شمس الدین
محمد عراقی کے ذریعہ شیعہ مسلک اختیار کیا، اور بعد میں ملا جمال الدین
میر شمس الدین محمد کا خلیفۂ خاص بن گیا اور اس کی بت شکنی میں
ملا جمال الدین بھی شامل تھا۔
ملا جمال الدین کا فرزند مصنف "تحفۃ الاحباب" ہے، اور مصنف
تحفۃ الاحباب کا فرزند مصنف بہارستان شاہی ہے۔ مصنف
تحفۃ الاحباب اور مصنف بہارستان شاہی نے میر شمس الدین محمد
عراقی کے متعلق ایک جیسی عبارات لکھی ہیں۔
مصنف بہارستان شاہی شاعرانہ تخیل رکھتا تھا۔ اس نے
بھی بہارستان شاہی میں اکثر اپنے طبع زاد تاریخ وفات وغیرہ لکھے
ہیں۔ ایک جگہ اپنا مسلک، اور اپنا نام یا تخلص اس طرح بیان

کرتا ہے جب کہ وہ میر سید ناصر بیہقی کی راجہ حیدر ولد کے ساتھ
لڑائی کا حال بیان کرتا ہے۔ اس لڑائی میں میر سید ناصر بیہقی
کی شجاعت اور بہادری کی تعریف کی ہے۔ اس نے میر سید ناصر
بیہقی کا اس جنگ میں کامیاب ہونے کے بارے میں طبع زاد
اپنا کلام لکھا ہے۔ جس میں اس نے اپنا نام یا تخلص طاہر اور اپنا
مسلک کا اظہار کیا ہے۔ اس کے کلام کے چند اشعار یہاں درج
کئے جاتے ہیں:-

بمیدان فرستے ز حون خدا
نہ بند کسم رالیس افگندہ پا
نیاید بسیار چون من دلیر
بوقت دلیری نہ ترسم ز شیر
چو من دست بردارم از بہر کار
نہ ترسم مگر از خداوند گار
چو طاہر کمینہ غلام علی ست
بہ میراث او از علی ولی ست

مصنف بہارستان شاہی جو یوسف شاہ چک کا رشتہ دار
ہے نے اپنی تاریخ میں یوسف شاہ کی کسی شادی کا ذکر نہیں کیا
ہے۔ وہ یوسف شاہ کی عیش پرستی وغیرہ کے بارے میں مجبور

ہو کر رقم طراز ہے:-
"یوسف شاہ بحلیۂ حسن بشرہ و صورت و بزیور
جمال و سیرت آراستہ و پیراستہ بود، و از علم موسیقی و
اشعار ہندی و کشمیری و فارسی باقصی الغایت واقف و آگاہ
بود چنانچہ در زمرہ اہل شوق مخترعات طبع لطیفش و اشعار
ہندی در ہندوستان و اشعار کشمیری و اشعار فارسی او بہ
زبان فضلاء و شعراء اشتہار تمام دارد........
و اکثر اوقات بشراب کامرانی سرخوش گشتہ بہ نشاط و
طرب و لہو و لعب بالکل راغب بودہ، نغمۂ چنگ و چغانہ
استماع نمودہ می گفت:

بہ عیش کوش کہ تا چشم می زنی برہم
خزان ہمی رسد و نو بہار می گذرد"

مصنف بہارستان شاہی کے یوسف شاہ چک کا
موسیقی کے بارے میں مندرجہ بالا الفاظ سے اس بات کی
نشاندہی ہوتی ہے کہ یوسف شاہ چک موسیقی کا دلدادہ
تھا اور وہ اکثر نغمۂ چنگ و رباب کے نشاط انگیز بزموں
میں مصروف رہتا تھا اور اس کے موسیقی کی مجالس میں
اکثر راگ و رنگ اور مطربوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا۔
اس عہد کا دوسرا مورخ حیدر ملک چاڈورہ ہے۔

جو یوسف شاہ چک کا رشتہ دار تھا۔ اس نے بھی اپنی تاریخ میں یوسف شاہ کی محفلِ رقص و سرود کا ذکر اِس طرح کیا ہے جو:

تاریخ کشمیر مصنّفہ ملک حیدر چاڈورہ

" سلطنت یوسف شاہ درین مرتبہ یک چلّہ بود، بعد از فوتِ ابدال خان (برادر علی شاہ چک) ہیچ شریک، در سلطنت یوسف شاہ نماندہ، باد نخوت و غرور و پندار بکاخ دماغش راہ یافتہ، ہیچ کس را بر نظر نیاوردہ اکثر با زنان مغنیہ و قوالان و کلاونتان بسر مے بود۔"

ترجمہ :- یوسف شاہ کی حکومت اس مرتبہ ایک چلّہ تک قائم تھی، چونکہ اَب یوسف شاہ کا دوسرا اور کوئی شریک نہ رہا تھا۔ اِس لیئے اُس کے دماغ میں غرور پیدا ہوا، اور وہ دوسرے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اکثر اوقات مغنیہ عورتوں، قوالوں اور کلاونتوں کے ساتھ دن گزارا کرتا تھا۔

حیدر ملک چاڈورہ اپنی تاریخ میں مزید لکھتا ہے، کہ یوسف شاہ چک کا موسیقی میں ماہر اور دلدادہ ہونے کے ثبوت میں یہ واقعہ لکھتا ہے کہ جب یوسف شاہ کو پہلی بار چند مہینے کے بعد تخت سے دستبردار ہونا پڑا، تو وہ کشمیر سے بھاگ کر ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے پاس کمک حاصل کرنے کے لیئے

چلاگیا، اور وہ اِس دوران اکبر بادشاہ سے اکثر بار خلوت و جلوت میں ملتا تھا۔ ایک دفعہ وہ اکبر بادشاہ سے اُس وقت ملا، جب کہ وہ تان سین کی محفلِ سرود سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اِسی دوران یوسف شاہ چک نے بھی اِس محفلِ سرود میں شرکت کی۔ اِس نے تان سین کو ایک موقعہ پر مقامات کو غلط طریقہ پر ادا کرنے سے ٹوکا، تو بعد میں تان سین نے یوسف شاہ چک کی بات پر سرِ تسلیم خم کیا، اس بارے میں مصنّف حیدر ملک چاڈورہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں :-

" بچون یوسف شاہ چک بخدمت خاقان باستحقاق پادشاہ غازی جلال الدین اکبر رفت۔ مورد مراحم گردید، و در خلوت اکثر اوقات طلبیدہ، تفقد احوالش مے نمودند و در مجلس ساز و نغمہ کہ موسیقی بے نظیر بود۔ پادشاہ با او صحبت میداشت۔ چنانچہ یک مرتبہ نادر الزمان میاں تان سین کلاونت را کہ در یکی از مقامات غلط کردہ بود یوسف شاہ تعلیم کردہ و تان سین مذکور قبول داشت۔"

مندرجہ بالا عبارت کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ یوسف شاہ چک اکثر رقص و سرود کی محفلوں کا اہتمام کرتا تھا اور زیادہ تر ان ہی محفلوں میں مشغول رہتا تھا۔ اور ان محفلوں میں اکثر گانے والی مطربہ بھی ہوا کرتی تھیں۔ اگرچہ مندرجہ بالا دونوں

مورخین یوسف شاہ کے رشتہ دار تھے، مگر انہوں نے واضح
طور پر یوسف شاہ کی دوسری بیوی حبہ خاتون کا ذکر نہیں کیا ہے،
مگر ان کے تذکرہ ہیں جس میں ان دونوں مورخین نے یوسف شاہ
کا موسیقی سے شغف کا ذکر کیا ہے، سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبہ خاتون
یوسف شاہ کی دوسری بیوی تھی، جو شاعرہ تھی، اور اس سے یوسف
شاہ نے شہزادگی کے زمانے سے قبل شادی کی تھی، حبہ اس کی دوسری شادی تھی۔
تواریخ کے مطالعہ سے اس بات کا گمان ہوتا ہے کہ یوسف شاہ کی
پہلی بیوی سے دو لڑکے یعقوب چک اور ابراہیم چک کے پیدا
ہونے کے بعد وہ فوت ہو چکی ہوگی۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتی، تو
ممکن تھا کہ اس کے بطن سے مزید بچے پیدا ہوئے ہوتے؟ چونکہ
تواریخ میں یوسف شاہ کی پہلی بیوی کا اکبر بادشاہ کا یوسف شاہ کو
قید کرنے کے موقعہ پر زندہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔
یوسف شاہ بادشاہ کشمیر نے پنجم دورِ حکومت میں یعنی [illegible]
میں جب اکبر بادشاہ نے لاہور آباد سے مرزا طاہر اور صالح عاقل
کو سفیر بنا کر کشمیر بھیجے تاکہ وہ یوسف شاہ کو اکبر کے حضور میں
پیش کریں، اور یوسف شاہ اکبر کے حضور میں اپنی اطاعت گزاری
کا ثبوت دے۔ یوسف شاہ نے اس سلسلے میں اپنے وزیروں اور
اُمراء کے مشورہ کے خلاف اپنا سب سے چھوٹا لڑکا حیدر خان کو
مرزا طاہر اور صالح عاقل کے ساتھ اکبر کی خدمت میں بھیج دیا۔

لیکن وفاداری کے یہ تمام دعوے اکبر کو مطمئن نہ کر سکے اور بار بار
یوسف شاہ کو دربار میں حاضر ہونے پر اصرار کرتا رہا، اور بالآخر اکبر
نے اکبر کے کہنے کے مطابق تیمور بیگ کو یوسف شاہ کے نام اکبر کا
فرمان کے ساتھ مستقل سفیر بنا کر کشمیر روانہ کیا، اس اصرار طلبی
سے یوسف شاہ ڈر گیا، اس لئے اس نے تیمور بیگ سفیر کے ساتھ
اپنے سب سے بڑے لڑکے شہزادہ یعقوب کو اور اکبر کے لئے
کشمیر کی قیمتی، عمدہ اور نادر چیزیں روانہ کیں، گویا یوسف شاہ
جب کشمیر کا بادشاہ بن گیا، تو اس وقت اس کے تین لڑکے تھے
جن میں سب سے بڑا یعقوب چک، دوسرا میرزا ابراہیم چک اور
تیسرا سب سے چھوٹا حیدر خان تھا۔ یعقوب چک کی شادی
علی شاہ چک نے اپنے دورِ حکومت میں کی تھی، جب اس نے
پہلے اپنی شادی راجہ کشتواڑ کی بہن فتح خاتون سے کی۔ اس کے
بعد اس نے راجہ کشتواڑ کی لڑکی کے ساتھ اپنے پوتے یعقوب شاہ
کی شادی کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسف شاہ کی شادی
اس کا کشمیر کا بادشاہ بن جانے سے قریباً ۲۰ سال پہلے ہی ہوئی تھی۔
اور دوسری شادی بھی اس نے شہزادگی کے دوران سے غالباً
قبل ہی کی ہوگی۔ اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ یوسف شاہ کا سب سے
چھوٹا لڑکا حیدر خان اس کی دوسری بیوی یعنی حبہ خاتون کے
بطن سے پیدا ہوا ہوگا، کیونکہ بعد میں حیدر خان کا نام تاریخ میں

نہیں ملتا۔ اس کا ذکر حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں ان
الفاظ میں کیا ہے :-

" این محقق (یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر) اگران
خاطر عاطر آمدہ ہیچ جواب نداد و دربئ فرستادن پسر کہتر خود
میرزا "حیدر" نام با پیشکش و چیزہای عجائب و غرائب ہمراہ
ایلچیان سرانجام و سامان نمودہ شد۔"

"واقعات کشمیر" مصنف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری

یوسف شاہ چک کی عیش پرستی اور بزم رقص و سرود کے
بارے میں مغل عہد کے مورخ کشمیر خواجہ محمد اعظم دیدہ مری لکھتے ہیں :-

"یوسف شاہ بن علی شاہ چک در سنہ ۹۸۰ھ ثمانین و تسعمائہ
بر تخت نشست مائل عیش و عشرت بود، اکثر اوقات را صرف
بزم نشاط و انبساط می نمود طبع موزون داشت بہ فارسی و
کشمیری شعر مے گفت ۔ و یوسف شاہ مملکت رانی نیافتہ،
اوقات (کم) با زنان و قوالان بسر می برد۔"

"کشمیر سلاطین کے عہد میں" از ڈاکٹر محب الحسن۔

ڈاکٹر محب الحسن "کشمیر سلاطین کے عہد میں" صفحہ نمبر ۲۸۳ پر
حبہ خاتون کے بارے میں لکھتے ہیں :- حبہ خاتون ایک کسان کی
لڑکی تھی، جو ویہی پرگنہ میں ترار پار گاؤں کا رہنے والا تھا۔ حبہ خاتون
اپنے پہلے شوہر سے خوش نہ تھی، وہ شرابی اور بدکار تھا اور اس سے برا
برتاؤ کرتا تھا۔ حبہ خاتون شاعرہ اور مغنیہ تھی۔ اس کی آواز بڑی شیریں تھی۔
یوسف شاہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور پھر اس سے شادی کر لی۔ اس نے
اس کے لئے گل مرگ، سونا مرگ اور دوسرے خوبصورت مقامات پر
پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کرائیں۔ آگے چل کر ڈاکٹر محب الحسن اسی صفحہ
پر فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں :-

"یہ بات حیرت انگیز ہے کہ معاصر سندوں مثلاً بہارستان شاہی
اور حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تواریخ میں حبہ خاتون کا کوئی ذکر نہیں
کیا ہے۔ ہماری اطلاعات مقامی روایتوں پر مبنی ہیں، لیکن بدقسمتی
سے اس کے متعلق وادی کشمیر میں بے شمار رومانی کہانیاں مشہور
ہیں اس لئے حقیقت کو افسانے سے علیحدہ کرنا مشکل ہے۔"

مزید برآں ڈاکٹر محب الحسن صفحہ نمبر ۲۰۴ پر حبہ خاتون کے بارے
میں لکھتے ہیں :- "خاندان چک کے عہد حکومت میں ایک مشہور
شاعرہ حبہ خاتون تھی، وہ یوسف شاہ کی ملکہ تھی، کشمیری
شاعری میں لول (محبت) یا عشقیہ شاعری کی ابتداء اسی نے کی
تھی، اور ایک صوفی بزرگ سید مبارک (بیہقی) کے مشورہ پر
اس نے فارسی میں عروض استعمال کئے، جبکہ للہ دید اور نور الدین
رشی کی نظمیں عارفانہ اور ناصحانہ ہیں۔ حبہ خاتون کے نغموں میں

سخن ہای او ہمیشہ کشمیریاں
بود مشتہر زباں نگردد در بیان
بکشمیر ای سامع خوش سیر
بود عیش یوسف شاہی مشتہر"

اس نظم شدہ عبارت میں مورخ عبد الوہاب شائق نے پیش ہم عصر مورخین کی تنقید اس بات پر کی ہے کہ انہوں نے حبہ خاتون کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ اگرچہ وہ اس عہد میں کافی مشہور تھی سے

"سخن ہای او ہمیشہ کشمیریان
بود مشتہر زباں نگردد در بیان"

مجموع التواریخ مصنف بیربل کاچرو

مورخ عبد الوہاب شائق کے بعد سکھ دور کے عہد کے مورخ پنڈت بیربل کاچرو نے اپنی تاریخ "مجموع التواریخ" میں جو اس نے سنہ ۱۸۳۵ء میں مکمل کی ہے۔ حبہ خاتون کے بارے میں بہت ساری باتیں لکھی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ حبہ خاتون جو اپنے حسن و جمال، سریلی آواز اور با کمال لہجہ کی بدولت ممتاز تھی۔ اس کے آباء و اجداد موضع چندہ ہار پرگنہ وہیو کے رہنے والے تھے۔ حبہ خاتون کی شادی ان کے والدین نے اپنے ہی ہم کفو کے ساتھ کی تھی۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد جب حبہ خاتون نے اشعار کہنے اور با اثر کشمیری

اشعار گانے شروع کیے، تو اُس کے شوہر نے اسی وجہ سے اس کو طلاق دی۔ جب وہ طلاق لے کر اپنے والدین کے گھر جا رہی تھی، تو یوسف شاہ چک کے ملازمین کا راستے میں اس کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ تو اُن کی بدولت اس کی شادی یوسف شاہ سے ہو گئی۔ چونکہ حبہ خاتون کو کشمیری اشعار کہنے اور ان کو گانے میں ید طولیٰ حاصل تھا، اور خوش لحن و لہجہ اور آواز کی بدولت اس وقت اس کو کشمیر میں کافی شہرت حاصل تھی۔ اس کے اشعار زبان زد عوام تھے۔ کہتے ہیں وہ موسیقی کے مقام عراق کو گانے میں شہرۂ آفاق تھی۔ پھر بیربل کاچرو حبہ خاتون کی پاک دامنی اور عفت و عصمت کا ایک واقعہ پیش کرتا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے اس کا گانا سنا تو وہ اس کی سریلی آواز پر دالہ و شیدا ہوا۔ جب اس کی حالت روز بروز بگڑتی گئی تو اس کی بیوی نے اپنے شوہر کی حالتِ غیر کو دیکھا، تو اس نے حبہ خاتون کے محل میں آنے جانے کی راہ نکال لی۔ ایک روز موقعہ پا کر اپنے شوہر کی خراب حالت بیان کی۔ حبہ خاتون نے اس پر ترس کھایا اور اس کو کہا کہ تم اپنے شوہر کو محل میں لاؤ۔ اس نے اپنے شوہر کو بعد میں خط لکھا کہ حبہ خاتون کے پاس لے آیا۔ تو جب حبہ خاتون کو معلوم ہوا کہ وہ تو وہی اس کا شوہر ہے جو ان پر مفتون ہوا ہے

تو اُس نے اُس سے کہا کہ تم کل دوبارہ رات کو آؤ، مگر جس
کمرہ میں آپ کو رکھا جائے گا، وہاں تم کو چراغ جلانے اور بات
کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس نے اس بات پر رضامندی کا
اظہار کیا، تو دوسرے دن جب وہ مرد رات کے وقت محل میں
داخل ہوا، تو حبہ خاتون نے اسی مرد کی بیوی کو آراستہ و پیراستہ
کر کے کمرے میں پہلے سے ہی رکھ دیا تھا۔ مرد جب کمرے میں پہنچا
تو اس نے بے خبری کے عالم میں اپنی ہی عورت کے ساتھ رات
گزار دی۔ صبح ہونے سے پہلے ہی کمرے سے نکل کر بتا پر اپنے مطلب
کو حاصل کیا۔ مورخ بیربل کاچرو کے حبہ خاتون کے بارے میں
اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"[یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر] بعد اندک فرصتی از
اطراف و جوانب فراغت حاصل نمودہ بہ ناؤ و نوش و
صحبت قوالان و زنان ہائی مغنیہ مائل گردید۔ علی الخصوص
حبہ خاتون نام محبوبی کہ در حسن و جمال با کمال و بلحن و آواز ممتاز
و بی انباز بود بہم صحبتی او اختصاص یافتہ، ورنہ حالی انکہ
زاد و بوم آبا و اجدادش موضع چندہار پرگنہ [illegible] است۔
چون قدم بدرجہ بلوغ گذاشت او را بداماد ہم کفو [illegible] پروندہ
در حسر خانہ بعد انقضائی مدت چندے رفتہ رفتہ منافی طبیعت
خویش بلکہ جسارت از تکلیم ادب پیش گذشتہ تجاوزت

اشعار کشمیری انتظام دادہ خود بلحن حزین زبان بیان
برکشاد۔ ازین شعبہ مخالف بزرگ و کوچک خانہ از بہر
گزند بشماتت و طعن و بساز گردیدہ خط خلا رستم بگوشہ چادر سرش
بستہ ہمراہی شوہرش...... لیعذر و بہانہ از خانہ پدر
و بنجانہ پدر مرخص ساختند۔ قضا را در عرض راہ ملازمان
یوسف شاہ چک باو برخوردہ مشاہدۂ شکل و شمائل
دلفریب آن لالہ رخسار و شنیدن لحن داؤدی چنان
نازنین دلربا و شیرین گفتار حیران ماندہ۔ دست بدست
بحضور ولی نعمت خود رسانید۔ بمجرد دیدن آن شیفتۂ حسن و
جمال او شدہ بہم بستری خود ممتاز نمود۔ از آنجا کہ در
خوش آوازی مہارت کلی داشت غایت حال تصانیف
کشمیری او ورد زبان مخلوق ست۔ میگویند کہ در خواندن
مقام عراق شہرۂ آفاق و حیرت افزائی سرود سرایان
عجم و عراق بود۔ در ہر آن کہ آواز با سوز و دراز از حلق
او می تراوید وحشت افزائی میگردید۔ نقل ست کہ در
یک روزے یکی از سبزہ زاران شوریدہ مزاج شنیدن
آواز حزین و دیدن دیدار دلنشین و آشفتگی دماغ بہم
رسانیدہ، والہ و شیدا گردید و ازین درد جانگاہ (درد جانکاہ)
اوقات عمر [illegible] لبسر رسید۔ چندہ ماہ

دریں تب و تاب و خلق اضطراب بسر برده در آخر این راز
با همخوابهٔ خود کہ دردمند و دمساز داشت اظهار نموده آن محب
محبت طراز در محکمه کارش افتاده راه آمد و رفت در خلوت و جلوت
حبه خاتون باز کرده بعشق و فریب و بهانه دلفریب صورت حال
بیان نمود۔ بمجرد شنیدن الواب ترحم و احسان پروری او یار
ساخته اجازت آوردن شوهرش بخلوت سرای خود داد۔ از
فحوای بشارت حصول امید تائید ایزدی شامل حال خود دانسته
بائیتی کردانسته آن دل از کف داده را نوید خورمی داده
در خلوت کده او جاگزین ساخت۔ پس خاتون سحر فنون لب شیرین
گفتاری زبان بیان وا نموده، آن جنون گرفته مفتون و محزون
را فرمود کہ ؎

"امشب شب وصل تست بشتاب
قدر امشب قدر خویش دریاب"

لیکن شرط این ست که یکی در میان خوابیدن در تنهایی جرأت
نخواهد بود / دوم تمام شب لب با سخن آشنا [illegible]
چنین مقوله بیان افزا جان تازه در قالب فرسوده اش در
آورده قرین فرحت و انبساط روز را شب [illegible] که
آفتاب عالم تاب از مشرق سعادت طالع شود و آن
ماه سیما سرو [illegible] را بلباس های آسمانی نورانی ساخته۔ در

برج نشستگاه خود در آمد۔ در آن ساعت هم خوابه
شخص آشفته دماغ را بحضور آورده ملبوسات و زیورات
پوشیدنی خود که در بر داشت۔ همگی زیب و طراز قامتش
گردانیده در حجره که او را اقامت نیده بود روانه نمود، زبانی
تلقین کرد که هرگز زبان بسخن آشنا نسازی و انواع
خاطر نرد مجانست و اختلاط بطریقی که میخواهد با او در بازی۔
بچون بهم بستری او عشرت اندوز گردید بوفور فرحت و سوز
شب را کم روز آورده بکام دل برگرفت۔ صباح که خورشید
خاور سر از غرفه مشرق بدر آورد او را بخانه مرخص ساخت
و بچنین تدبیر از غم و اندوه خاطر کدورت منزلش پاک
برداشت در نگهداشت عصمت و پاکدامنی طرفه تقریبی بکار
برد۔ بچون در ایام های سلف در حکومت راجه یا رانی وزیرانند
که در اوراق گذشته تهمت تحریر پذیرفته به همان عنوان
برهمن پسری عاشق شده بود او از روی قصور هم خود،
خود را و [illegible] را بباد فنا در داد۔ این مثل در السنه
خاص و عام بود [illegible] آن خاتون دانشمند به عقل ناقص و
رای ناپسند و ریش خند نموده هم دامن عصمت خود نیالود۔
هم آن [illegible] آشفتگی را از دام [illegible] برد۔
[illegible]

"بچند نفر چکان کہ روی غیرت بتہ فی بدالسج اقبالش دِل شان
خون بچکان لبود..."

پنڈت بیربل کاچرو مورخ نے مندرجہ بالا عبارت میں
آخر پر اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ کشمیر میں ہندو زمانہ
کے بادشاہ جیاپیڑ کی رانی کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔
کہ اس کی رانی پر ایک برہمن زادہ عاشق ہوا تھا مگر اس رانی
کی کم ہمتی اور اس وقت کے برہمنوں کے غلط طریقہ کار کی وجہ
سے بہت سے معصوم لوگوں کی زندگیاں اس واقعہ کی نذر ہو
گئیں۔ اور چونکہ حکومت کی حبہ خاتون کے حق میں بے انصافی پر
تنقید کی ہے۔ اسی طرح مصنف مذکورہ نے حبہ خاتون کی
پاک دامنی اور اس کی عقل و فہم کی سراہنا کی ہے۔

پنڈت بیربل کاچرو کے والد پنڈت دیارام خوشدل فارسی
زبان کے ادیب اور شاعر ہونے کے علاوہ وہ بہت ساری
تالیفات کا مصنف بھی ہوا ہے۔ اس نے موسیقی پر کتاب
"ترانہ سرود" لکھی ہے۔ جس کا قلمی نسخہ محکمہ ریسرچ لائبریری
حال کشمیر یونیورسٹی میں موجود ہے، اس کو محکمہ نے چھاپ
کیا ہے۔ اس کی کتابت راقم نے کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک
بڑی حجم والی بیاض بھی محکمہ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن حال کشمیر
یونیورسٹی میں موجود ہے۔ یہ بیاض مصنف موضوع کے زیر نظر لکھی

گئی ہے، جو اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ پنڈت دیارام خوشدل
نے اس بیاض میں موسیقی کے بارے میں مختلف الانواع کے راگ وغیرہ
کے بارے میں تشریح کی ہے۔ پنڈت دیارام خوشدل نے موسیقی کی کتاب
"ترانہ سرود" میں یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کے بارے میں لکھا ہے کہ
وہ موسیقی کا دلدادہ تھا۔ اس نے بہت سی بحریں موسیقی کی ایجاد کی
ہیں، اور اس کی بزم موسیقی میں ہر وقت گلاوندان اور مغنیوں کا
اجتماع ہوا کرتا تھا۔ پنڈت دیارام خوشدل پٹھانوں کے عہد میں
گزرا ہے اور عبدالوہاب شائق کا ہم عصر تھا جس نے سب سے پہلے اپنی
تاریخ میں حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے۔ پنڈت دیارام خوشدل پٹھان گورنر
عبداللہ خان کا میر منشی تھا۔ بیربل کاچرو مورخ کشمیر نے اپنے والد
پنڈت دیارام خوشدل کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ [illegible] کے
سلسلے میں پٹھان گورنر کے ساتھ کابل چلا گیا تھا۔ اس دوران اس
کو کابل میں جب کشمیر کی یاد آئی تھی، تو اس نے اپنے فرزند
بیربل کاچرو کے نام ایک خط کابل سے لکھا تھا، جس میں کشمیر کی
یاد میں ایک منظوم خط لکھی تھی، جس کا متن بیربل کاچرو
نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

یہ بیاض جو پنڈت دیارام خوشدل کی لکھی ہوئی ہے۔
اس سے پہلے کی تالیف شدہ موسیقی کا ایک اور قلمی نسخہ
[illegible] ریسرچ [illegible] ہی تاحال موجود ہے جس کا نام
محکمہ ریسرچ لائبریری میں

"نغماتِ اہلِ ہند" ہے، اور کسی دوسرے مؤلف کی
تالیف ہے، جو قریب آج سے ڈھائی سو سال پہلے کی تالیف
ہے۔ اس میں حبہ خاتون کے کلام کے نمونے بھی درج ہیں، جو
حسبِ ضرورت موسیقی کے بحروں کے وزن کے مطابق درج کئے
گئے ہیں۔ ان میں ایک نظم یا غزل کے اشعار اس طرح ہیں :-

سر تال کشمیری

کندنی والیس تو لگ دیت — دہ دریاو لوست گو
مالنی شیاقی اوراب یم اچھی — ترے زرام حبہ خاتون ناد

{موسیقی نغماتِ اہلِ ہند}

ان اشعار سے جو حبہ خاتون کے کلام کے ہیں، معلوم
ہوتا ہے کہ حبہ خاتون ایک مشہور شاعرہ گذری ہے، اور اس کا کلام
اُس زمانے میں زبان زد خواص و عوام تھا۔ اس طرح حبہ خاتون کے وجود
سے انکار کرنا واقعی تاریخ سے ناواقفیت ہے اور تاریخ کو مسخ
کرنا ہے۔ یہاں یہ بات کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ دنیا میں آج
تک ایسے بہت سارے انقلاب رونما ہوئے ہیں، جن کا اکثر
مطلب و مقصد یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان انقلابات کو ایسے افراد
نے جنم دیا ہے، جو تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش میں سرگرم و
سرگرداں رہے ہیں اور جنہوں نے اس غرض کے حصول کے لئے
اپنی پسندیدہ تالیفات میں من گھڑت قصہ کہانیاں اور
بے بنیاد حوالہ جات دے کر وقتاً فوقتاً عوام کو گمراہ کرنے کی ناکام
کوششیں کی ہیں۔ ان تالیفات میں انہوں نے بے سند حوالے اور
باتیں درج کی ہیں، جو سراسر بے بنیاد اور لغو ہیں، اور تاریخ کی
کسوٹی پر پرکھنے سے کسی طرح سے بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی ہے۔
اس قسم کے لوگوں کی یہ کوششیں ہمیشہ سے بے مرام و مقصد ہو
کر عوام نے رد کی ہیں۔ اس قسم کے لوگ ہر عہد میں گذرے ہیں۔

"گلزارِ کشمیر" - مؤلف "مورخ کرپا رام"

مورخ کرپا رام مؤلف "گلزارِ کشمیر" نے بھی اپنی تاریخ میں
حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے۔ دیوان کرپا رام سکھ عہد میں اپنے باپ
دیوان موتی رام کے بعد سال ۱۲۴۳ھ میں کشمیر کا گورنر بنا۔ اس نے
اپنی تاریخ "گلزارِ کشمیر" فارسی زبان میں ۱۸۵۷ء میں بعہد مہاراجہ
رنبیر سنگھ تالیف کی ہے، اور سال ۱۸۷۰ء میں چھاپ دی ہے۔
دیوان کرپا رام مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد میں بھی اس کا وزیر دوسری
بار بن گیا تھا۔ دیوان کرپا رام کے الفاظ حبہ خاتون کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے:-

{دیوان کرپا رام نے حبہ خاتون کے ذکر میں لکھا ہے کہ یوسف شاہ
چک بادشاہ کشمیر، موسیقی کا دلدادہ تھا۔ وہ ہر وقت مغنیوں
وغیرہ کے ساتھ گانے بجانے میں دن گزارتا تھا۔ وہ زیادہ تر سُریلی
اور دلکش آواز والی مغنیوں کا دلدادہ تھا اور کشمیر کے دلکش

اور فرحت افزا گل زمین، سبزہ زار مقامات کا والہ و شیدا تھا، وہ حبہ خاتون کی سُریلی آواز پر فریفتہ ہوا تھا۔" }

فارسی عبارت ملاحظہ ہو:۔

"یوسف خان اگرچہ بداد و دہش و قمع بنیان بدعت ہای قدیم موصوف بود۔ اما از بسکہ خاطر را سرخوش و بادہ عیاشی از استماع الحان و اصوات رود و اغانی مطربان، طرب افزا و گل گشت، آب و ہوای گل زمین ہائے دل کشا مے داشت۔ از احوال سپاہ و رعیت غافل می ماند، از شیرینی آواز دل ربا و ملاحت روی زیبای حبہ خاتون جہانگیر، شکر آسیا فریفتگی بودہ در آرائش جمال عروس مملکت دست التفات بنظر بیدار معرفت کمانیغی سے کشاد۔"

گلزار کشمیر کے مؤلف دیوان کرپارام کے بعد مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد کا دوسرا مورخ غلام حسن شاہ گامرو نے تاریخ حسن حصۂ دوم کو سال ۱۸۸۵ء میں مکمل کیا ہے۔

تاریخ حسن، حصۂ دوم، مؤلف غلام حسن گامرو

تاریخ حسن کے مؤلف نے اپنی تاریخ میں خصوصیت کے ساتھ حبہ خاتون کا ذکر کیا ہے۔ اس نے حبہ خاتون کے متعلق وہی کچھ لکھا ہے جو اس سے قبل سکھ عہد کے مورخ پنڈت بیربل کاچرو

نے مجموعات التواریخ میں لکھا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مورخ غلام حسن شاہ گامرو نے حبہ خاتون کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دن جب یوسف شاہ چک راستہ پر جا رہا تھا تو اُس کی نظر حبہ خاتون پر پڑی جب کہ وہ کشمیری زبان میں باہنگ عراق گانا گا رہی تھی، تو یوسف شاہ اس پر فریفتہ ہوا، تو اس نے حبہ خاتون کے والدین کو کافی رقم دے کر اس سے شادی کی۔ مورخ غلام حسن شاہ نے حبہ خاتون کی پاک دامنی کے ثبوت میں وہی قصّہ لکھا ہے جو پنڈت بیربل کاچرو نے لکھا ہے۔

غلام حسن شاہ مورخ کشمیر کی تاریخ سے حبہ خاتون کے بارے میں اس کا کچھ عبارت ملاحظہ ہو:۔

"حبہ خاتون نام محبوبہ دل ربا کہ بہ حسن و جمال و خوش ادائی و طنازی بے ہمتا بود و بہ سرود مقام عراق ہمچشمان را بیہوش می ساخت۔ گویند آن گلعذار از موضع چندہار پرگنہ وہو دختر زمین دارے بود۔ اوّلاً در عقد ازدواج شخصے تلاش بود و باش می داشت و از تندخوئی اوباش با او ترد ممانعت یافتہ، مناکحت آنہا بہ مفارقت انجامید۔ روزے در اثنائے راہ یوسف خان را ناگاہ بر رخسے او نگاہ افتاد و از زبان او غائبانہ اشعار کشمیری کہ با آہنگ عراق سرود مے کرد اصغا نمودہ یک بار سراپا مدہوش و حواس شد بباد داد و در دام

گویند متکبدی او اسیر افتاد۔ قروا پدر و مادر او به
عنایات بیغایات سرفراز کردہ آن لعبت طنازہ وطلعت
دلنواز بہم لبستری خود ممتاز ساخت ۔ لیس شب و روز
در مصاحبت و موانست آن دل افروز مسرّت اندوز در
مکانات خوش و مناظر دلکش میان مرغزارہا و گلزارہا اوقات
بسر مے برد خصوصاً در مرغزار گلمرگ و سونہ مرگ و
اہرہ بل و اچھہ بل وغیرہ داد عشرت میداد۔ چنانچہ
"نشیب یوسف شاہی" بر السنہ عوام مشہور است۔"

اس کے بعد مورخ غلام حسن شاہ کامرو نے حبہ خاتون
کی پاک دامنی کا وہی قصہ بیان کیا ہے جو اس سے قبل
سکھ دورِ حکومت کے مورخ بیربل کاچرو نے لکھا ہے۔ مگر اس
نے بھی حبہ خاتون کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے کہ اس کا
مدفن کہاں ہے؟ یوسف شاہ کو جب سنہ ۹۹۴ھ میں اکبر بادشاہ
نے اپنے فوجی کمانڈر راجہ بھگوانداس کی سرکردگی میں اپنی عظیم فوج
کے ساتھ کشمیر کے اس وقت کا بادشاہ یوسف چک پر حملہ کیا۔ کشمیر کے
بہادروں نے یکدل و یک جان ہو کر اکبر کی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
اس طرح سنہ ۹۹۳ھ میں اکبر کی عظیم فوج کا بیشتر فوجی بہادر کشمیریوں
کی دو دھار والی اُٹھے ہاتھ شمشیر کا نوالہ بن چکے تھے اور باقی ماندہ فوج
گیدڑوں کی طرح بھاگ گئی۔ نتیجہ کے طور پر اکبر کی لاتعداد فوج کشمیری بہادروں

کے ہاتھوں بری طرح شکست فاش سے ہمکنار ہوئی۔ اسی
دوران جب اکبری فوج کے سپہ سالار راجہ بھگوانداس شکست سے
دوچار ہوا، تو وہ یوسف شاہ چک کے ساتھ اس طرح کی ایک
سوچی سمجھی چال چلا کہ اُس نے یوسف شاہ چک کے پاس اپنے
سدھائے ہوئے معتمد خاص قاصد بھیجے، جنہوں نے یوسف شاہ
چک بادشاہ کشمیر کو پھسلا کر راجہ بھگوانداس کے پاس صلح کرنے کے
لئے آنے کو کہا۔ اس طرح یوسف شاہ بادشاہ کشمیر جو حلیم طبع،
صاف گو اور صاف دل تھا، بدیں وجہ وہ لڑائی کرنے کے بجائے
صلح کرنے کا خواہاں تھا۔ راجہ بھگوانداس کے فریب میں آ کر
دوسرے دن اپنی فوج کا معائنہ کرنے کے بہانے کے دوران
بھاگ کر راجہ بھگوانداس کے پاس دریا کو پار کر کے پہنچا۔ راجہ
بھگوانداس نے یوسف شاہ کو ذہن نشین کیا کہ وہ اکبر بادشاہ
اور یوسف شاہ کے درمیان صلح کرائے گا۔ اس سلسلے میں اس
نے یوسف شاہ کے ساتھ حلفیہ معاہدہ کیا۔ جب یوسف شاہ
چک راجہ بھگوانداس کے ہمراہ اکبر بادشاہ کے پاس پہنچا، تو
اکبر بادشاہ نے اپنے فوجی کمانڈر راجہ بھگوانداس کا یوسف شاہ
چک کے ساتھ کئے گئے حلفیہ وعدوں سے جان بوجھ کر مکر کر
یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کو فریب دے کر دونوں
اکبر بادشاہ اور اس کے سپہ سالار راجہ بھگوانداس نے اسے

بنگال میں قریباً ۲½ سال تک قید میں رکھا۔ ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۸ء میں جب اکبر بادشاہ نے کشمیر پر مکمل قبضہ کیا، تو اُس نے یوسف شاہ چک کو قید سے رہا کر کے اُس کو بہار میں جاگیر دی۔
یوسف شاہ چک کی زندگی کے آخری ایام کے حالات اور اس کے مدفن کے بارے میں اس عہد کا ہم عصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں کچھ نہیں لکھا ہے اور نہ ہی حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں یعقوب شاہ چک پسر یوسف شاہ چک کی عمر کے آخری ایام اور اس کے مدفن کے بارے میں کچھ لکھا ہے۔ حالانکہ حیدر ملک چاڈورہ ولد ملک حسن چاڈورہ ان کا یعنی یوسف شاہ چک کا رشتہ دار تھا۔ حیدر ملک چاڈورہ نے اپنی تاریخ ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۶۲۰ء میں مکمل کی ہے۔
جب کہ یوسف شاہ چک پسر علی شاہ چک بادشاہ کشمیر نے ۱۰۰۱ھ مطابق ۱۵۹۲ء میں ہندوستان کے موضع بکرناگ میں انتقال کیا تھا۔ وہاں سے میران شاہ ابوالمعالی پسر سید مبارک خان نے اُس کی نعش دو ماہ کی مسافت قطع کر کے یہاں کے موضع بسوک میں ۲۳ ماہ ربیع الاول سپرد خاک کی۔ اسی طرح حیدر ملک چاڈورہ نے یوسف شاہ چک کے فرزند یعقوب شاہ چک جن کی وفات ۱۰۰۲ھ مطابق ۱۵۹۳ء میں ہوئی ہے کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ حیدر ملک چاڈورہ نے

خاص مصلحت کے پیش نظر یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر اور اُس کے بیٹے یعقوب شاہ چک کی وفات اور مدفن کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے، کیونکہ وہ اکبر بادشاہ اور اس کے لڑکے جہانگیر کا وفادار ملازم بن گیا تھا۔ اس کی وفاداری کے پیش نظر حیدر ملک چاڈورہ کو جہانگیر بادشاہ نے "رئیس الملک کشمیر" اور "چغتائی" کا خطاب دیا تھا۔ حیدر ملک چاڈورہ کے بعد کشمیر کے دیگر مورخوں نے بے خبری کے عالم میں یعقوب شاہ چک کے مدفن کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کشتواڑ میں اُس کی قبر ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ حیدر ملک چاڈورہ کے ہم عصر دوسرا کشمیر کا مورخ طاہر بن ملا جمال بن ملا حسام الدین مصنف بہارستان شاہی گذرا ہے جو یوسف شاہ چک اور یعقوب شاہ چک کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ وہ بھی اکبر اور جہانگیر کا وفادار ملازم تھا۔ اُس نے اپنی تاریخ میں اکبر کو "خلافت پناہ"، "نصرت پناہ"، "جہاں پناہ" اور "جنت آشیانی" وغیرہ کے دعائیہ الفاظ سے نشان دہی کی ہے۔ وہ اکثر کشمیر سے بلا کسی رکاوٹ کے ہندوستان جاتا رہتا تھا، اور وہاں وہ سید ابوالمعالی فرزند ارجمند سید مبارک خان بیہقی، یوسف شاہ چک، اور یعقوب شاہ چک کے پاس قیام کرتا تھا۔ اِس لئے وہ اکثر اپنی تاریخ میں کبھی "ان دیار" اور "آن دیار" کے الفاظ سے کشمیر کی نشاندہی کرتا تھا۔ یعنی جب وہ ہندوستان میں رہ کر کشمیر کی تاریخ لکھتا تھا تو اسے

اُس وقت کشمیر کی نشان دہی "آن دیار" لکھ کر کرتا تھا، اور جب وہ کشمیر میں تاریخ تالیف کرتا تھا، تو وہ کشمیر کی نشان دہی "اس وقت" "این دیار" لکھ کر کرتا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکبر بادشاہ اور جہانگیر کے عہد میں کشمیر اور کشمیریوں کے حالات اکبر اور جہانگیر تک پہنچاتا تھا۔ اور اس کے لئے کشمیر سے ہندوستان اور ہندوستان سے کشمیر آنے جانے کی کوئی پابندی یا رکاوٹ نہ تھی، جیسا کہ اس کی تاریخ "بہارستان شاہی" سے عیاں اور نمایاں ہے۔

اکبر بادشاہ اُسی کشمیری سردار اُمراء اور اکابر کو ہندوستان سے کشمیر جانے کی اجازت دیتا تھا، جس نے اکبر کے ساتھ وفاداری اور اطاعت کرنے کا عہد کیا تھا۔ جیسے بابا خلیل، اللہ میر یوسف شاہ چک، محمد بٹ سپہ سالار یوسف شاہ چک، حسن ملک چاڈورہ، علی ملک برادر ملک حیدر چاڈورہ، ابیہ خان چک، حیدر چک وغیرہ۔ اُنہوں نے اکبر کے ایماء پر یعقوب شاہ چک کے خلاف لڑا تھا۔ جن اُمراءِ کشمیر نے اکبر کا ایسا حکم ماننے سے انکار کیا۔ ان کو کشمیر آنے کی اجازت نہ تھی۔ وہ سب ہندوستان میں وفات پا گئے۔ ان میں سید مبارک خان بیہقی اور اُن کا فرزند اور شمس چک وغیرہ تھے۔ مصنف بہارستان شاہی غالباً اکبر بادشاہ کی "پریس نویس" (سی آئی ڈی) کے عہدہ پر ملازم تھا۔ اس نے اپنی

تاریخ میں یوسف شاہ اور اُس کے لڑکے یعقوب شاہ کے آخری ایام اور مدفن کے بارے میں صحیح معلومات لکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک طرف اکبر اور جہانگیر کا وفادار تھا اور دوسری طرف وہ یوسف شاہ کا رشتہ دار تھا۔ نتیجہ کے طور پر اُس نے اپنا نام کھلے طور پر ظاہر نہیں کیا تھا۔

یہاں پر اس بات کی مثال پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس عہد کے اکثر مورخوں نے جب یوسف شاہ چک اور یعقوب شاہ چک کے آخری ایام کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے، تو پھر وہ ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں اُس کا ذکر کس طرح کرتے؟ اس میں شک نہیں کہ جب اکبر نے یوسف شاہ کو قید سے رہا کیا تو اُس نے اُس کو باضابطہ بہار میں جاگیر دی تھی۔ آزاد ہو کر یوسف شاہ نے اپنا عیال ضرور ہندوستان لایا تھا۔ جس میں اس کی بیوی ملکہ حبہ خاتون بھی تھی۔ کیونکہ اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کے خاندان کو کشمیر سے جلاوطن کیا تھا۔ جب یعقوب شاہ نے بھی اکبر کی اطاعت کی، تو بقول مورخ طاہر مصنف بہارستان شاہی، اکبر بادشاہ نے یعقوب شاہ کو ہندوستان لا کر پہلے اُس کو قید میں رکھا، پھر اُس کو آزاد کر کے یوسف شاہ کی وفات کے بعد اُس کی جاگیر اُسے دے دی، اور جب یعقوب شاہ نے انتقال کیا، تو اُس کا عیال جس میں اس کے

بچے بھی تھے، ہندوستان میں موجود تھے، جس کی نشان دہی مورخ بہارستان شاہی نے ان الفاظ میں اس طرح کی ہے:۔

"از استماع این خبر ... بانکہ راجہ (مان سنگھ) جہت خبرداری و استمالت فرزندان محمد (یعنے یعقوب شاہ چک کے فرزند) لباط تعزیت الشان بگمان برادری و دلسوزی قاسم خان را بآن حدود تعین فرمودہ آن ناخدا ترس با اتفاق عین رسن را نہ گلو ئے آں بے گناہ چند از سر نو تافتہ متوجہ آں حدود گردیدہ در آنجا رسیدہ ہمہ مکن فرزندان الشان را با انواع خشونت و اصناف عقوبت معذب داشتہ آنچہ اسباب املاک زر و زیور کہ در سرکار مشکو حہ او مانذہ بود گرفت تبصرف خود در آوردہ و ہیچ کس بفریاد رسی آں جماعۂ مظلومہ بدربار راجہ (مان سنگھ) نہ پرداخت۔"

(بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبر ۲۴۳)

مندرجہ بالا عبارت پر غور کرنے سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بقول مورخ بہارستان شاہی یعقوب شاہ چک پسر یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کا عیال اس کی وفات کے وقت ہندوستان میں موجود تھا، تو پھر اس کے والد یوسف شاہ چک کا عیال ہندوستان میں موجود کیوں نہیں ہوتا؟ جس میں اس کی بیوی حبہ خاتون بھی تھی۔ جس نے بقول مصنف بہارستان شاہی وہاں "قاسم خان" کو متبنٰی لڑکا بنایا تھا۔ جس کی بُرائی مورخ بہارستان شاہی سے

اس وجہ سے کی ہے کہ وہ یوسف شاہ چک کا ایک "اشتہاری فرزند" تھا۔ حقیقتاً اس کا یہ الزام اس کی تاریخ کے ہیولی المعرسے سراسر لغو اور جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔

مورخ بہارستان شاہی کا یہ بیان کہ "قاسم خان" یوسف شاہ کے متبنٰی لڑکے نے یعقوب شاہ کو پان کے بیڑے میں زہر دیا ہے، قابل یقین نہیں۔ کیونکہ قاسم خان اکبر بادشاہ اور راجہ مان سنگھ کے حکم اور منظوری کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف حقیقت پر پردہ ڈالا ہے مورخ بہارستان شاہی نے کشمیریوں کے قتل کے واقعات کو بجائے اکبر بادشاہ اور اس کے کشمیر پر مقرر کردہ گورنروں اور ان کے ماتحت قاتلوں کے بے گناہ کشمیریوں پر مظالم جبر جائز کئے ہیں۔ اگر ایسا ہوا ہوتا، تو اکبر بادشاہ یا مان سنگھ شاہ ... کشمیریوں کو ضرور سزا دیتا؟

مورخ بہارستان شاہی نے یعقوب شاہ چک کو زہر دینے کا ذمہ دار قاسم خان کو قرار دیا ہے، اور اس کی بُرائی اس لئے بھی کرتا ہے کہ اس نے یعقوب شاہ کے اولادوں سے سب کچھ چھین لیا ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ جب بقول اس کے قاسم خان نے یوسف شاہ کی جاگیر پر قبضہ کیا، تو یعقوب شاہ چک کے اولادوں نے اس کی شکایت راجہ مان سنگھ کے پاس کی۔ تو راجہ مان سنگھ نے ان کی درخواست پر کوئی غور نہیں کیا۔

مورخ کے اس بیان سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے، کہ قاسم خان "یوسف شاہ کا متبنیٰ لڑکا تھا، جس کو اس کی ملکہ حبہ خاتون نے "لے پالک" بنا لیا ہوگا۔ اس وجہ سے راجہ مان سنگھ نے اس کو یوسف شاہ کی جاگیر دی۔ جس پر مورخ بہارستان شاہی سخت نالاں دکھائی دیتا ہے۔ قاسم خان کا حبہ خاتون کا "لے پالک" لڑکا ہونے کا دوسرا واضح ثبوت یہ ہے کہ بظاہر مورخ بہارستان شاہی لکھتا ہے کہ یوسف شاہ چک کے انتقال کے بعد راجہ مان سنگھ نے یعقوب شاہ چک کو قید سے رہا کر کے اس کو اپنے باپ کی جاگیر بہار میں جانے کی اجازت دی تھی، اس سلسلے میں مورخ بہارستان شاہی کی عبارت ملاحظہ ہو:—

"قاسم خان کہ بہ فرزندی یوسف شاہ در افواہ استشہار پذیرفتہ بود، و مدت یک سال بشومی نوشتی افعال خویش در حبس پادشاہی محبوس بود و راجہ مان سنگھ در آن حین شفیع او شدہ او را ازان حبس بر آورد و در حقیقت (قاسم خان) نسل مرد قصاب بودہ درمیان آورمنہ..... یعقوب شاہ جہت تماشاء سیر جاگیر خویش شہر بھیرا از خدمت راجہ التماس رخصت نمودہ، مرخص شد و در خانہ قاسم خان مذکور جہت وداع تشریف ارزانی فرمود۔" (بہارستان شاہی صفحہ ۲۳۰)

مندرجہ بالا مصنف بہارستان شاہی کی عبارت پر غور کریں، تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ مصنف بہارستان شاہی، قاسم خان کا سخت خلاف تھا۔ پہلے لکھتا ہے کہ قاسم خان، یوسف شاہ چک کا اشتہاری فرزند تھا، پھر اس کو "نسل مرد قصاب" کہتا ہے۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ یعقوب شاہ چک جب اپنی باپ کی جاگیر پر جانے کے لئے مان سنگھ سے اجازت حاصل کرتا ہے، تو پھر وہ قاسم خان کے پاس بھی رخصت لینے کی غرض سے جاتا ہے۔ غور طلب بات ہے کہ قاسم خان کے پاس یعقوب شاہ چک رخصت لینے کی غرض سے کس بات کے پیش نظر گیا تھا؟ اگر قاسم خان بقول مصنف بہارستان شاہی یوسف شاہ چک کا اشتہاری فرزند ہوتا، تو ممکن تھا کہ یعقوب شاہ چک اس کے پاس کبھی رخصت لینے کی غرض سے نہیں جاتا؟ اس کو قاسم خان کے پاس رخصت لینے کی کیا ضرورت تھی؟ در اصل قاسم خان، یوسف شاہ چک کا یقیناً "لے پالک" فرزند تھا، جس کو اس کی دوسری ملکہ حبہ خاتون نے "لے پالک" بیٹا بنا لیا ہوگا۔ یوسف شاہ کی پہلی بیوی سے اس کے دو فرزندان تھے، جن کا ذکر معہ.....

بہارستان شاہی نے کیا ہے، جن میں یعقوب شاہ چک اور میرزا ابراہیم چک تھے۔ تیسرے فرزند کا نام ملک حیدر چاڈورہ نے حیدر خان لکھا ہے، اور اس نے حیدر خان کو یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا لڑکا لکھا ہے۔ چونکہ مصنف بہارستان شاہی نے اس کا نام اپنی تاریخ میں نہیں لکھا ہے۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ حیدر خان یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا لڑکا ہونے کے ناطے وہ حبہ خاتون کے بطن سے ہوگا۔ بدیں وجہ بہارستان شاہی کے مصنف نے اس کا نام اپنی تاریخ میں درج نہیں کیا ہے۔ چونکہ حیدر خان کا نام بطور "پسر کہتر یوسف شاہ چک" ابوالفضل نے بھی اپنی تالیف "اکبرنامہ" میں لکھا ہے۔ مزید برآں اس زمانہ کا دوسرا ہم عصر مشہور مورخ حیدر ملک چاڈورہ نے بھی اپنی تاریخ میں اسکا ذکر کیا ہے۔

اکبر بادشاہ نے ۹۹۴ھ میں کشمیر پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد تواریخ میں "حیدر خان پسر کہتر یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر" کے نام کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ وہ اکبر کے کشمیر پر قبضہ کرنے کے دوران فوت ہوا ہوگا۔ ممکن ہے بعد میں حبہ خاتون نے "قاسم خان" کو لے پالک بیٹا بنایا ہوگا۔ تواریخ کے گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ چک کی پہلی بیوی اکبر بادشاہ کا کشمیر پر قبضہ کرنے سے قبل ہی وفات پا گئی تھی۔

مصنف بہارستان شاہی کا حیدر خان جو یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا فرزند تھا، کا ذکر نہ کرنے کی وجہ یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس کا بھی خلاف تھا، جو یوسف شاہ چک کی پہلی بیوی کے بطن سے نہیں ہوگا۔ مصنف بہارستان شاہی، یوسف شاہ چک کے دوسرے لڑکے میرزا ابراہیم کا ذکر اس طرح کرتا ہے کہ جب یعقوب شاہ چک نے اکبر کی اطاعت قبول کی، تو اس کو میرزا یوسف خان نے جو اس وقت کشمیر کا اکبر بادشاہ کی طرف گورنر مقرر تھا۔ اکبر کی خدمت میں اپنے بھائی کے ہمراہ میرزا ابراہیم کو حسن بیگ ترکمان کی نگرانی میں روانہ کیا۔ راستے میں میرزا ابراہیم نے ایک سازش کے تحت بے خبری میں حسن بیگ ترکمان پر شمشیر سے وار کیا۔ میرزا ابراہیم کا وار خطا ہوا۔ حسن بیگ ترکمان بچ گیا۔ یہ دیکھ کر حسن بیگ کے آدمیوں نے میرزا ابراہیم کا کام تمام کیا۔ اس سلسلے میں مصنف بہارستان شاہی کی عبارات ملاحظہ ہو:—

"حضرت بادشاہ خلافت پناہ (یعنی اکبر بادشاہ) جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے کہ مصنف بہارستان شاہی اکبر بادشاہ کا ملازم تھا، اس لئے وہ اکبر بادشاہ کو "خلافت پناہ"، "جنت آشیانی"، "نصرت پناہ" اور "جہاں پناہ" کے دعائیہ فقرے سے نشاندہی کرتا

ہے۔ اس نے اپنی تاریخ میں اکبر بادشاہ کی کشمیریوں کے ساتھ ظالمانہ پالیسی کی کہیں بھی برائی نہیں کی ہے اور نہ ہی واضح طور پر اپنی تاریخ میں اکبر کی جانب سے کشمیریوں پر روا رکھی گئی زیادتیوں کا اظہار کیا ہے۔ اگر کسی موقعہ پر کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ذکر کیا ہے، تو وہاں کشمیریوں کو ہی ان زیادتیوں کیلئے ذمہ وار ٹھہرایا ہے۔ اس بات کا ثبوت اس کی تاریخ کے مطالعہ سے نمایاں ہے)

عہود و مواثیق فرمودہ در خدمت اقدس (یعنے اکبر بادشاہ) نگاہداشتہ بود، او را برفاقت حسن بیگ ترکمان بخدمت راجہ مان سنگھ در پیش پدر خود یوسف شاہ روانہ گردانید۔ در اثناء راہ میرزا ابراہیم برادر یعقوب شاہ چک بسبب تحریک بعض اجلاف بے مصلحت و اتفاق برادر خود چشم مروت بخاک بے مروتی انباشتہ۔ فرصت وقت یافتہ شمشیر ظلم نمودہ بفرق حسن بیگ ترکمان حوالہ نمود۔ چون آن مرد نیک اندیش و خوش منش بود۔ بعون حفظ الٰہی سر موئی او را آزاری نرسید۔ مردم حسن بیگ آن حال معائنہ نمودہ ہجوم آوردہ میرزا ابراہیم را مقتول ساختند۔

{بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحہ نمبر ۲۴۴}

مندرجہ بالا مصنف بہارستان شاہی کی تاریخ کے اقتباس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ جب یعقوب چک نے اکبر کی اطاعت کی تو اس کو اس وقت کے اکبر بادشاہ کی طرف سے مقرر کردہ کشمیر کا صوبہ دار میرزا یوسف خان نے اکبر بادشاہ کی خدمت میں حسن بیگ ترکمان کی نگرانی میں اپنے برادر میرزا ابراہیم کی ہمراہی میں روانہ کیا۔ راستے میں یعقوب چک کے برادر میرزا ابراہیم نے بدمعاش اور کمینے لوگوں کی تحریک سے اپنے برادر یعقوب چک کی مصلحت کے بغیر حسن بیگ ترکمان پر بے خبری میں شمشیر کا وار کیا۔ چونکہ حسن بیگ ترکمان نیک اندیش اور خوش منش آدمی تھا، اللہ کی حفاظت سے اس وار سے بچ گیا، تو حسن بیگ ترکمان کے آدمیوں نے میرزا ابراہیم پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

مصنف بہارستان شاہی کے مندرجہ بالا اقتباس پر غور کرنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ مصنف بہارستان شاہی حقیقت پر پردہ ڈال کر اپنی ہی عبارت کے مطالب کو غلط رنگ دیکر پیش کرتا ہے۔ اوپر کی عبارت کے بیان سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ یعقوب چک نے جب اکبر کی اطاعت کی، تو اس کو اکبر کی خدمت میں اس کے بھائی میرزا ابراہیم کے ہمراہ حسن بیگ ترکمان

کی نگرانی میں روانہ کیا جاتا ہے۔ اس قافلہ میں لعقوب چک، اُس کا بھائی میرزا ابراہیم، حسن بیگ ترکمان، اور حسن بیگ ترکمان کے فوجی آدمی تھے۔

مصنف بہارستان شاہی لکھتا ہے کہ راستے میں میرزا ابراہیم کو چند بدمعاش اور کمینے لوگوں نے تحریک کی کہ وہ بے خبری کے عالم میں حسن بیگ ترکمان پر شمشیر آبدار سے حملہ کرے۔ مگر مصنف مذکورہ اُن کمینے لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا اور نہ ہی ان کی نشان دہی کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قافلہ میں صرف لعقوب چک، اُس کا بھائی اور حسن بیگ ترکمان معہ اس کے فوجی آدمی تھے۔ مصنف مذکورہ اس بات کا بھی اظہار کرتا ہے کہ لعقوب چک کا بھائی میرزا ابراہیم نے لعقوب شاہ چک کے مشورے کے بغیر یہ سازش کی تھی، جو سراسر لغو اور بے بنیاد دکھائی دیتا ہے، کہ میرزا ابراہیم نے اپنے بھائی کے مشورہ کے بغیر ایسا قدم اُٹھایا ہوگا، جبکہ یہ قافلہ جس میں مصنف مذکورہ کے بیان کے مطابق صرف یہ دو بھائی اور فوجی آدمی تھے۔ چونکہ مصنف مذکورہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ سازش ناکام ہوئی تھی، اور میرزا ابراہیم کی شمشیر کا وار خطا ہوا تھا۔ نتیجہ کے طور پر حسن بیگ ترکمان بچ گیا، بقول مصنف حسن بیگ ترکمان کے آدمیوں نے بعد میں میرزا ابراہیم کو صرف قتل ہی کیا تھا۔ اگر اس سازش میں دیگر

کمینے لوگوں نے میرزا ابراہیم کو ایسا قدم اُٹھانے کی تحریک کی تھی۔ اس سے مصنف کا مقصد کشمیریوں سے ہے۔ جیسا کہ مصنف مذکورہ کی اس تاریخ کی اکثر عبارت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ جب حسن بیگ ترکمان اکبر بادشاہ کا فوجی افسر وار سے بچ جاتا ہے تو مصنف بہارستان شاہی کی عبارت کے اس سلسلے میں لکھے گئے الفاظ واقعی قابل غور ہیں، وہ لکھتا ہے کہ: "حسن بیگ ترکمان ایک نیک اندیش اور خوش منش آدمی تھا، اس لئے اللہ کی حفاظت سے بچ گیا۔" مذکورہ مصنف نے اکثر اس تاریخ میں اکبر، جہانگیر اور ان کے صوبہ داروں وغیرہ کی کشمیریوں پر زیادتی روا رکھنے کی مذمت کرنے کے بجائے وہ صرف اکثر مرتکب زیادتیوں کو کشمیر کے لوگوں کو ہی ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ وہ اصل حقیقت پہ پردہ ڈال کر کشمیریوں پر رکیک حملے کرتا ہے۔ نتیجہ کے طور پہ اس مصنف کا ظاہر اور، باطن اور دکھائی دیتا ہے۔

"واقعات کشمیر"

کے مصنف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری، جس نے مذکورہ کشمیر کی تاریخ مغل دور لعنی ۱۱۴۸ھ ہجری میں مکمل کی ہے، یوسف شاہ، بادشاہ کشمیر کی عیش پرستی، موسیقی بزم انشاط و انبساط اور اس کی شعر گوئی کے بارے میں اس طرح لکھتا ہے:۔

"یوسف شاہ بن علی شاہ در ست وثمانین و
تسعمایہ (۹۸۶ھ) بر تخت نشست، مائل
عیش و عشرت بود۔ اکثر اوقات را صرف بزم نشاط
و انبساط می نمود، طبع موزون داشت بہ فارسی و
کشمیری شعر گفت ..... (چون یوسف شاہ کرت
دوم بر تخت قابض شد، خواجہ اعظم مے گوید)
. . . یوسف شاہ بر خلاف گذشتہ چندانے
بقوالان و مطربان نمے پرداخت۔"

خواجہ اعظم کے مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں
ہوتا ہے، کہ یوسف شاہ بزم موسیقی منعقد کرتا تھا۔
اور اس بزم میں قوالان اور مطربان ہوتے تھے۔ خواجہ اعظم کے
نزدیک یوسف شاہ جب پہلی بار ۹۸۶ھ میں کشمیر کا بادشاہ بنا تھا۔
تو اس نے حکومت کے رفاہِ عام وغیرہ کے کاموں کو چھوڑ دیا تھا،
بلکہ وہ اس دوران صرف قوالان اور مطربان کے ساتھ دن گزاری
کرتا تھا۔ نتیجہ کے طور پر اس کو حکومت سے دست بردار ہونا
پڑا۔ بعد میں جب دوسری بار وہ کشمیر کا بادشاہ بن گیا، تو اس
نے بزم نشاط اور انبساط سے پرہیز کیا۔

خواجہ محمد اعظم دیدہ مری اپنی تاریخ "واقعات کشمیر"
کے صفحہ نمبرات ۱۱۷، ۱۱۸ پر رقمطراز ہے کہ یوسف شاہ چک

بادشاہ کشمیر کو اکبر بادشاہ نے لاہور پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی
عنایات سے سرفراز کر کے اس کو معزز کیا، اور یوسف شاہ چک
اپنی زندگی کے آخری ایام تک اکبر بادشاہ کے لئے ہر قسم کی
جانفشانی کرتا تھا۔ یوسف شاہ کی اولاد اور اعوان اکبر بادشاہ
اور جہانگیر بادشاہ کے امراء میں سے تھے، اور بعد میں وہ اکبر آباد
میں عرصہ تک بود و باش کرتے تھے، اور بعض برہان پور میں
بود و باش کرتے تھے، اور ان ہر دو جگہوں پر ان کی اولاد
خواجہ محمد اعظم مورخ کے دور ۱۱۴۸ھ-۶۳ تک موجود تھی۔
اس سلسلے میں خواجہ محمد اعظم کی تاریخ سے اقتباس ملاحظہ ہو:-

"فاما احوال یوسف شاہ چک و سرفرازان دیگر
از قبیلہ چکان این ست کہ بعد استقرار سلطنت
بہ خاندان چغتائیہ اکثرے را کہ از ارباب داعیہ
دانستند در حضور فتح گنجور بمحافظت گذاشتند
از آن جملہ یوسف شاہ با توابع خود بیست و چہار
سال از ابتداء تسخیر اکبری تا اوائل سلطنت جہانگیری
در حضور ماندہ و خدمات عمدہ و جاگیرہا یافتند . . .
. . . چون بادشاہ در لاہور فتح کرد یوسف خان
معزز و مشمول عنایات شد در کارہای سلطانی جانفشانی
میکرد تا باجل موعود درگذشت، اولاد و اعوان یوسف خان

با رفقای خود بصورت امراء گذرانیدہ آخر ہا تعین اکبر آباد مدتی مدید شدہ و چندی تنخواہ برہان پور بودند و تا الیوم در ہر دو جا نسل آنہا موجود است۔"

تاریخ کشمیر "گوہر عالم"

مصنف حاجی محمد اسلم منعمی

مورخ کشمیر حاجی محمد اسلم منعمی مصنف "گوہر عالم" نے بھی اپنی تاریخ میں یوسف شاہ چک کی بزم سرود کے بارے میں واضح طور پر ذکر کیا ہے۔ حاجی محمد اسلم نے اس "تاریخ" میں ۱۱۰۰ھ تک کشمیر کے حالات درج کئے ہیں۔ اس نے اپنی تاریخ کو پٹھان دور میں مکمل کیا ہے۔ حاجی محمد اسلم منعمی نے اپنی تاریخ "گوہر عالم" میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ اس نے ۱۱۸۸ھ میں جب وہ ہندوستان چلا گیا، تو اس نے اکبر آباد میں کشمیر کے آخری بادشاہ یعقوب شاہ چک کی اولاد سے "نورنامہ" کا قلمی نسخہ حاصل کیا تھا۔ یہ نورنامہ حضرت شیخ العالم شیخ نورالدین ولی کشمیری نے بہ الہام مرتب ترتیب دیا تھا۔ اس "نورنامہ" کا ترجمہ سلطان زین العابدین بڈشاہ کے مشہور شاعر ملا احمد نے کیا تھا جس کا نام اس نے "مراۃ الاولیاء" رکھا تھا۔ حاجی محمد اسلم نے اس باب میں مزید بتایا ہے کہ اس "نورنامہ" میں اس نے کشمیر کے قدیم تواریخ کے پانڈوں کا حال نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج

ہے۔ مذکورہ مورخ کے اس بیان سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ ۱۱۸۸ھ میں کشمیر کے آخری بادشاہ یعقوب شاہ چک کی اولاد ہندوستان میں موجود تھی۔ جن سے مورخ مذکورہ نے "نورنامہ" حاصل کیا تھا۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ کشمیر کے آخری دو جلا وطن شدہ دونوں بادشاہوں کے اہل و عیال ہندوستان میں ان کے جلا وطن ہونے کے زمانے میں ان کے ساتھ تھا، چونکہ ان کے رشتہ دار مورخ بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں کسی جگہ بھی یوسف شاہ یا یعقوب چک کے اہل و عیال جن میں ان کی بیگمات شامل تھیں، نام نہیں لکھا ہے۔ صرف اس نے اتنا لکھا ہے کہ جب یعقوب شاہ فوت ہوا، تو اس کی اولاد کی جاگیر اور دیگر مال و اسباب یوسف شاہ کے اشتہاری فرزند قاسم خان نے بزور چھین کر قبضہ کیا، مگر یعقوب شاہ چک کے بچوں یا عیال کے نام نہیں لکھے ہیں۔ مورخ بہارستان شاہی کے اس بیان سے بھی اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف شاہ اور یعقوب شاہ چک کا اہل و عیال ہندوستان میں ان کے ساتھ تھا۔ یہاں پر مورخ گوہر عالم" حاجی محمد اسلم کا بیان یوسف شاہ بادشاہ کشمیر کا موسیقی سے لگاؤ وغیرہ کے بارے میں درج کیا جاتا ہے جو اس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:-

"یوسف شاہ در فن موسیقی مہارتی کامل و در حسن لہجہ ملاحتی شامل داشت...... اوقات عزیز را در

صحبت ترنان، نازنین و قوالان یا ریدی آہنگ بہر وقت
عیش و عشرت و ناؤنی و نوش داشتہ۔۔۔ اوقات
شب و روز در اشتغال عیش و نشاط بر بستہ کامرانی
در محافل شادمانی بخوبی از حد متجاوز بسر مے رسانید
کہ ازان روز باز سکان کشمیر در محاورہ یک دیگر
باعتبار مبالغہ "عیش یوسف خان" مثل گویند۔۔۔
او را در علم موسیقی و نغمہ آرائی موزخان از حد
اندازہ بیرون گذشتہ اند۔۔۔۔۔"

تاریخ کشمیر "نوادر الاخبار"

مصنف ابا رفیع الدین احمد غافل

مورخ "نوادر الاخبار" کے مصنف ابا رفیع الدین احمد غافل
نے سنہ ۱۱۳۶ھ میں اپنی تاریخ کو مکمل کیا ہے۔ اس نے کشمیر کی تاریخ
میں اکبر بادشاہ کے کشمیر پر قبضہ کرنے تک کے حالات و واقعات
لکھے ہیں۔ وہ اپنی تاریخ میں یوسف شاہ کا موسیقی سے لگاؤ کے
متعلق اس طرح لکھتے ہیں:—
"یوسف شاہ شب و روز از اشتغال عیش و نشاط
بر بستہ کامرانی در محافل شادمانی بخوبی از حد
متجاوز بسر میرسانید کہ ازان روز باز سکان کشمیر

در محاورہ یک دیگر باعتبار مبالغہ عیش یوسف شاہ
مثل گویند"
مورخ رفیع الدین احمد متخلص بغافل کے مندرجہ
بالا بیان سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ کہ یوسف شاہ
بادشاہ کشمیر بزم موسیقی کا دلدادہ تھا۔

تاریخ کشمیر خلیل مرجان پوری

مورخ "تاریخ کشمیر خلیل مرجان پوری" نے بھی اپنی تاریخ
میں یوسف شاہ چک اور اس کی ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں واضح
طور پر لکھا ہے کہ یوسف شاہ بادشاہ کشمیر اکثر ہر دم ستار جن
میں قوالان، مطربان وغیرہ ہوتے تھے کے ساتھ دن گزارتا تھا، اور
اس سلسلے میں بزم سرود منعقد کرتا تھا۔ یوسف شاہ موسیقی کا دلدادہ
تھا اور اس میں اس کو کمال حاصل تھا۔ اکثر اوقات وہ حبہ خاتون کے
ساتھ سرود کی محفلیں گرم کرتا تھا۔ حبہ خاتون کو بھی موسیقی میں کمال
حاصل تھا۔ یہ دونوں شعر بھی کہتے تھے۔ مورخ خلیل مرجانپوری
نے اپنی تاریخ میں حبہ خاتون کے بارے میں یہ نہیں لکھا ہے کہ وہ کشمیر میں
کہاں کی رہنے والی تھی؟ اور نہ ہی اس کے والدین کے بارے میں کچھ لکھا
ہے۔ مورخ خلیل مرجانپوری نے اس تاریخ کو ڈوگرہ حکومت میں تالیف
کیا ہے۔ حبہ خاتون کے بارے میں اپنی تاریخ میں وہ اس طرح رقم طراز

ہے:-

["یوسف شاہ"] پس لیل و نہار با مردم ستار از قوالان شہرال بہ سرود و مے کشی بسر می برد۔ چون در ہمین امور صرف اوقات نمود و در خواہش ہای نفسانی پایگل ماند، خود ہم در موسیقی دستی تمام پیدا کرد و اکثر با حبہ خاتون کہ نام مطربۂ خوش لہجہ و خوش روی و زنجیر موی و نغز گوی بود کہ از رشک آواز شیرین نیش پاربد مانند تیشۂ فرہاد ستار بر سر خود زدی۔ گویند کہ چون درمیان مرغزار بر کنار انہار خوشگوار بہ بط لبساط انبساط سرود و سرود می پرداختند۔ بسا اوقات وحش و طیور لشنیدن ترنم بر گرد آنہا حلقہ بستندی و آبرو آفتاب والبتہ بمقام شناسی الیشان بود۔ باوجود این ہمہ کمالات موسیقی طبع موزون ہم داشتند، چنانچہ اکثر آبدار اشعار کشمیری آن بر دھیسے نظیر ہنوز برالسنۂ نغمہ سرایان کشمیر مذکور میشود و یوسف شاہ بفارسی نیز گاہی شعر تازہ در سلک نظم می کشید۔"

مورخ خلیل مرجان پوری اپنی اس تاریخ میں حبہ خاتون سے متعلق ایک اور قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز یوسف شاہ چک سے سخت لہجے مبنی بہ غرور گفتگو پر حبہ خاتون اس سے ناراض ہوئی، تو حبہ خاتون نے یوسف شاہ کے پاس ترک ملازمت اور اس کے ساتھ بات کرنی چھوڑ دی۔ ان دنوں یوسف شاہ کو سیر کوہستان پہاک کی خواہش دل میں پیدا ہوئی، تو یوسف شاہ مرغزار تارسر اور مارسر جو دو چشمے متصل ایک دوسرے کے واقع ہیں، کو دیکھنے چلا گیا، وہاں پہنچ کر ان مرغزاروں کی دلکش اور فرحت افزا آب و ہوا اور گل و ریاحین کی مہک سے دل خوش ہوا، تو اس وقت اس کو حبہ خاتون کی یاد آ گئی۔ اس نے اسی وقت دو فراقیہ اشعار اس طرح موزون کیے۔ عبارت ملاحظہ ہو:-

"نقلست کہ از آنجا کہ پیوستہ ناز را با نیاز از راہ غرور گفتگوئے لازم است، باری حبہ خاتون از یوسف شاہ مکدر شدہ ترک ملازمت نمودہ بود، دران روزہا یوسف شاہ را ہوس سیر کوہستان پہاک بخاطر افتادہ، چون در مرغزار تارسر و مارسر کہ نام دو چشمہ سار متصل یکدیگر است رسید بمشاہدہ گل و ریاحین خوشدل شدہ آغاز زمزم نمود دران وقت یاد حبہ خاتون خار خاری بدلش انداختہ گریان شد و این شعر فراقیہ موزون کرد۔ بیت:-

"برباد دو زلف بت کشمیر نژادی
شد تارسر و مارسر از گریہ دو چشم"

گاہے بسیر تالاب ڈل و مشاہدہ گل زار کمست شراب و کباب و

"تو اشتیاق رود دریا بید یا حبہ خاتون می بود و بسیار بار آغاز فصل
بہار با آن پری رخسارہ از شہر برآمدہ برنگی مشغول سیر و شکار و مشاہدہ
گلشن و سبزہ زار و تماشای جوئے بار و چشمہ سار می شد کہ بعد دیدن
شگوفہ زعفران داخل دار الامارہ می گردید۔ القصہ بنوعی داد عیش و
عشرت داد کہ از آن باز الی ہذا الایام "عیش یوسف شاہی" و سرود
حبہ خاتون" زبان زد عوام است۔"

تاریخ کشمیر، وجیز التواریخ

مہاراجہ پرتاب سنگھ کے عہد کا مورخ کشمیر غلام نبی شاہ خانیاری
نے اپنی تاریخ "وجیز التواریخ" جو اس نے ۱۲۷۴ھ میں تالیف کی
ہے، میں یوسف شاہ چک اور حبہ خاتون کے بارے میں لکھا ہے کہ یوسف شاہ
بادشاہِ کشمیر عیش و عشرت میں گذارتا تھا، اور کشمیر کے دلکش اور فرحت افزا
مقامات و مرغزار گلمرگ، سونہ مرگ، اہرہ بل اور اچھ بل وغیرہ کی سیر کرتا
تھا اور وہاں عیش و عشرت کی محفلیں گرم کرتا تھا، اور یوسف شاہ بادشاہ
کشمیر کی عیش پرستی بنام "عیش یوسف شاہی" زبان زدِ عوام ہے۔ وہ
حبہ خاتون جو حسن و جمال اور خوش لہجہ آواز میں ممتاز تھی، ہمیشہ اس کے
ساتھ عیش و عشرت میں دن گذارتا تھا۔ حبہ خاتون چندہار پرگنہ کے ایک
زمیندار کی بیٹی تھی۔ اس نے حبہ خاتون کی شادی یوسف شاہ سے کی تھی۔"
وجیز التواریخ کے مصنف نے اپنی تاریخ میں ان الفاظ میں حبہ خاتون کا ذکر
کیا ہے:-
"در سال ۹۸۸ھ پسرش یوسف شاہ چک بعد واقعہ پدر
برتبہ حکومت رسید۔ مائل عیش و عشرت بود و در مرغزار
گلمرگ و سونہ مرگ، اہرہ بل و اچھ بل وغیرہ مقامات دلکش
داد عیش و عشرت زدہ مشغول می بود کہ "عیش یوسف شاہی"
بر السنہ عوام مشہور است و بہمراہ حبہ خاتون کہ در حسن و
جمال و خوش کلامی ممتازی باکمال داشت و در وہو سکونت
می بود پدر و مادرش کہ از زمین داران بود نذر یوسف خان
بخشیدہ، ہمیشہ ہمراہ آن دلربا عیش شاہی می کرد۔"
حبہ خاتون کی وفات وغیرہ کے بارے میں مورخین کشمیر بالکل
خاموش ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو صلح
کے بہانے ہندوستان بلا کر اسکو قید کر دیا۔ بعد میں ۱۲ سال کے بعد قید
سے رہا کر کے اسکو باضابطہ بہار میں جاگیر دی۔ جہاں یوسف شاہ نے
اپنے عیال کے ساتھ زندگی کے باقی دن گذار دئیے۔ ان کو کشمیر آنے کی
اجازت نہ تھی۔ نتیجے کے طور پر حبہ خاتون نے بھی بہار میں ہی انتقال
کیا۔ اس زمانے کے مورخین حیدر ملک چاڈورہ، اور طاہر مصنف
بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں مصلحتاً حبہ خاتون کی وفات وغیرہ
کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ یہ دونوں یوسف شاہ کے طرفدار
تھے۔ حبہ خاتون کے عہد کے کشمیر کے تین ہم عصر مورخوں نے اس کے

بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے کہ اُن کی وفات کہاں اور کب ہوئی ہے؟
اس کی وجہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک تو اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو تخت سے محروم کرکے ہندوستان میں قید کرنے کے بعد اُس کو بہار میں جاگیر دی۔ ان پر باضابطہ پابندی عائد کی، جس کی وجہ سے کشمیر میں یوسف شاہ اور اس کے لڑکے یعقوب چک کے عیال کے کسی فرد کو کشمیر میں رہنے کی اجازت نہ تھی۔ ان کے رشتہ داروں کو بھی کشمیر سے جلاوطن کر کے ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں بھیج دیئے گئے حتیٰ کہ کشمیر کے بیہقی سادات جن کو یوسف شاہ اور اس کے باپ علی شاہ چک سے قرابت تھی، اُن کو بھی ہندوستان میں جلائے وطن کیا گیا، کیونکہ سب سے پہلے دولت چک جو شیعہ مسلک سے وابستہ تھا نے اپنی لڑکی سید ابراہیم خان بیہقی کے فرزند کے نکاح میں دی تھا۔ اسی طرح غازی خان چک نے بھی اپنی دختر کا نکاح سید ابراہیم خان بیہقی کے برادر زادہ کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد علی شاہ والد یوسف شاہ چک نے اپنی لڑکی سید مبارک خان بیہقی کے فرزند سید ابو المعالی بیہقی کے نکاح میں دی تھی۔ اس کے بعد یوسف شاہ چک نے بھی اپنی لڑکی کا نکاح سید مبارک خان بیہقی کے پوتے سے کر دیا تھا۔ {بہارستان شاہی ترتیب ڈاکٹر حیدری صفحات: ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۹۸، ۴۰۳}
چکوں کے ساتھ اسی قرابت کی وجہ سے سادات بیہقی کے اس وقت کے نامور افراد جن میں سید مبارک خان بیہقی جس کی وفات ۹۹۹ھ میں جلائے وطنی میں فیروز آباد ہندوستان میں ہوئی اور اس کے فرزند سید

ابو المعالی بیہقی کو بھی کشمیر سے جلائے وطن کیا گیا۔ سید مبارک خان بیہقی کے فرزند جو علی شاہ چک کا داماد اور یوسف شاہ چک کا بہنوئی تھا۔ اکبر بادشاہ نے پہلے اس کو ہندوستان میں جلائے وطن کر دیا۔ پھر اکبر بادشاہ کے فرزند جہانگیر بادشاہ نے اُس کو ۱۰۲۳ھ میں اپنے بھائی سید ابراہیم خان بیہقی کے سمیت سندھ کے علاقہ ٹھٹھہ میں جاگیر دے کر جلائے وطن کر دیئے۔ سید ابو المعالی کے بعد کے حالات کسی تاریخ میں نہیں ملتے کہ کشمیر کے اس بہادر، نڈر اور دلیر کا کب اور کہاں انتقال ہوا؟ اس سلسلے میں تواریخ خاموش ہیں۔ اکبر بادشاہ نے ایک سوچی سمجھی تجویز کے ذریعے کشمیر کے بہادروں جن سے وہ خائف تھا، ان میں چک اور دیگر بہادران کشمیر تھے، کو مختلف طریقوں سے اپنے صوبہ داروں اور اُن کے ماتحتوں کے ظالمانہ ہاتھوں سے خاتمہ کروایا! کشمیر میں چک خاندان کا کوئی نام لیوا باقی نہ رکھا!!
تواریخ کے مطالعہ سے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس عہد کے زرخرید مورخین تواریخ نے اکبر بادشاہ کے خوف کی وجہ سے یوسف شاہ اور اس کے فرزند یعقوب شاہ چک کے حالات لبستہ خاموشی میں رکھے ہیں۔ صرف مورخ بہارستان شاہی جو یوسف شاہ چک اور سید ابو المعالی کا رشتہ دار تھا، نے اِن کا ذکر مبہم الفاظ میں کیا ہے، جو خود اکبر بادشاہ کا خفیہ ملازم تھا، وہ کشمیر اور ہندوستان آتا جاتا تھا۔ اِس لئے اُس نے اپنی تاریخ میں کشمیر کا اشارہ ہی دیا؟

اور "آن دیار" سے کیا ہے۔ اپنی تاریخ مرتب کرتے وقت مورخ بہارستان شاہی جب وہ کشمیر میں ہوتا تھا، تو "این دیار" لکھتا تھا، اور جب ہندوستان میں ہوتا تھا، تو کشمیر کا اشارہ "آن دیار" کے لفظ سے کرتا تھا۔ اکبر نے اکثر اُن بہادر کشمیریوں کو کشمیر سے یا تو جلائے وطن کر دیا، یا اُن کو ختم کروا دیا، جنہوں نے اکبر کی اطاعت نہ کی، اور اگر کسی نے اطاعت کی، پھر بھی ان میں سے اکثر کو کشمیر واپس جانے پر پابندی لگا دی۔ ان میں حیدر میار کے خان بیہقی، ان کا فرزند سید ابو المعالی بیہقی، یوسف خان بن حسین چک، شمس چک بن دولت چک، ابیہ خان چک ولد ابدال خان چک وغیرہ تھے۔ یہ سب ہندوستان میں فوت ہو گئے۔ جنہوں نے اکبر بادشاہ کی دل سے اطاعت کی اور پھر اکبر بادشاہ نے اُن پر بھروسہ کیا، تو پھر اُنہوں نے اکبر بادشاہ کے ایماء پر کشمیر پر حملہ کیا، ان میں حسن ملک بن ناجی ملک، ان کا فرزند حیدر ملک چاڈورہ اور ان کے برادر علی ملک چاڈورہ، بابا خلیل پیر یوسف شاہ چک، حبیب سپہ سالار وغیرہ تھے۔

تاریخ کبیر

مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے عہد کا دوسرا مورخ غلام محی الدین مسکین جس نے تاریخ کبیر کشمیر جلد دوم میں حبہ خاتون کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ چندہار پرگنہ ویہو کے زمیندار کی لڑکی تھی جو حسن و جمال

اور خوش آوازی میں عدیم المثال تھی۔ یوسف شاہ اس کے ساتھ عیش و عشرت میں دن گزارتا تھا۔ اس نے بھی حبہ خاتون کی زندگی کے بقیہ حالات اور اس کی وفات اور مدفن کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس نے حبہ خاتون اور یوسف شاہ کا ذکر بدیں الفاظ کیا ہے :-

"(یوسف شاہ) مرغزار گوری مرگ را گلمرگ نام گذاشت و حبہ خاتون کہ دختر زمین دار موضع چندرہار برگنہ ویہو کہ در حسن و جمال و آواز خوش عدیم المثال و مشہور آفاق بود۔ اوقات شب و روز با او معروف و مبذول میداشت۔ چنانچہ "عیش یوسف شاہی" بر السنہ خاص و عام علی الدوام ضرب المثل و معروف است۔"

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یوسف شاہ کے عہد کے ہم عصر مورخین نے جب اس کے اور اس کے فرزند یعقوب چک کی زندگی کے آخری ایام کے حالات اپنی تاریخ میں نہیں لکھے، تو بعد کے مورخین کشمیر یعقوب چک اور اُن کی اولاد کے حالات لکھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے ان دو بادشاہوں، ان کی اولاد و بیگمات وغیرہ کے صحیح حالات بوجہ عدم دستیاب، خاموشی اختیار کی ہے۔ یہاں تک اُنہوں نے یعقوب چک کی وفات کشتواڑ میں اور اس کا مدفن بھی کشتواڑ میں قرار دیا، جو تحقیق سے درست نہیں ہے۔

خواتین کشمیر

مہاراجہ ہری سنگھ کے عہد میں محمد دین فوق نے "خواتین کشمیر" کے نام سے ایک کتاب ۱۹۴۰ء میں چھاپ دی ہے۔ اس میں مصنف اور مورخ نے حبہ خاتون کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ حبہ خاتون کے بارے میں لکھتا ہے کہ حبہ خاتون کا اصل نام "زون" تھا، وہ ژندہار کے گاؤں کے ایک زمین دار عبدی راتھر کی لڑکی تھی، اور اول بار اس کی شادی کسی عزیز لون کے ساتھ ہوئی۔ اس کے سسرال والوں نے اس کے اشعار کہنے اور گانے پر سخت سختی کی۔ اس وجہ سے حبہ خاتون سسرال سے بھاگ کر اپنے والدین کے گھر واپس آگئی۔ اس کے باپ نے اس کو پانپور کے ایک بزرگ خواجہ مسعود کے پاس لایا، اور اسی بزرگ نے اس کا نام "حبہ خاتون" رکھا۔ بعد میں محمد الدین فوق نے حبہ خاتون کے بارے میں وہی بات لکھی ہے جو اس سے پیشتر مورخوں نے اس کے بارے میں لکھی ہے۔ فوق صاحب مزید لکھتے ہیں کہ جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو قید کردیا، تو اس نے ایک حکم صادر کیا جس میں درج تھا کہ حبہ خاتون کو بھی گرفتار کیا جائے۔ مگر حبہ خاتون یوسف شاہ کے قید ہوتے ہی محل خانہ سے چلی جا چکی تھی۔ پھر فوق صاحب نے لکھا ہے کہ اس کا مدفن پاندریٹھن (مزار شعراء) میں ہے۔ کیونکہ بقول فوق صاحب وہ زندگی کے آخری ایام میں وہاں ہی رہتی تھی۔"

یہاں پر اس بات کا اعادہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حبہ خاتون کے ہم عصر مورخوں نے اس کا ذکر خاص مصلحت کے تحت نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے مورخوں نے ملکہ حبہ خاتون کے بوجہ عدم دستیابی صحیح حالات من گھڑت قصہ کہانیوں پر مشتمل لکھا ہے، جو تاریخ کی کسوٹی پر پرکھنے سے مہمل اور بے سند دکھائی دیتے ہیں۔ تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یوسف شاہ چک نے شہزادگی کے زمانے سے قبل ہی حبہ خاتون سے شادی کی تھی، جو اس کی دوسری شادی تھی، کیونکہ جب یوسف شاہ کے والد علی شاہ چک نے اپنے دور حکومت میں راجہ بہادر سنگھ والی کشتواڑ پر ۹۸۰ھ کے قریب دو بار حملے کئے۔ تو اس نے بقول ہم عصر مورخ کشمیر حیدر ملک چاڈورہ، راجہ بہادر سنگھ والی کشتواڑ کو شکست دینے کے بعد، راجہ مذکورہ نے اپنی بہن "فتح خاتون" کو علی شاہ بادشاہ کشمیر کے نکاح میں دیا۔ اس کے بعد جب دوسری بار راجہ مذکورہ نے علی شاہ کو خراج دینا بند کردیا، تو علی شاہ بادشاہ کشمیر نے اس پر حملہ کیا۔ راجہ مذکور عاجز اور بے بس ہو کر صلح پر آمادہ ہوا، تو اس نے اپنی لڑکی علی شاہ کے پوتے یعقوب شاہ چک پسر یوسف شاہ چک کے نکاح میں دی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر علی شاہ کا اس وقت چھ سات سال پوتا یعقوب شاہ تھا، اس کی شادی علی شاہ چک کیوں کرتا" جبکہ اس نے خود ایک بیوی ہونے کے

یا دوسری بیوی سے شادی کی وہ یوسف شاہ کی دوسری شادی کیوں نہیں کر سکتا تھا؟ اس کی وجہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسف شاہ نے شہزادگی کے زمانے سے قبل ہی دوسری شادی حبہ خاتون سے کی تھی، اور اس کے بطن سے ایک لڑکا بنام "حیدر خان" تھا، جس کو یوسف شاہ نے اپنی دورِ حکومت میں اکبر کے دربار میں پہلی بار تحفہ و سوغات لیکر بھیجا تھا، جس کا ذکر ملک حیدر چاڈورہ نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ تواریخ سے دوسری یہ بات استنباط کی جاتی ہے کہ جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ کو قید سے رہا کیا، تو اس نے یوسف شاہ کو بہار میں باضابطہ جاگیر دی، وہاں وہ اپنے عیال کے ساتھ باضابطہ رہ رہا تھا۔ اس وقت اس کی پہلی بیوی جو یعقوب چک اور میرزا ابراہیم چک کی ماں تھی، غالباً مر چکی تھی، صرف حبہ خاتون اس وقت زندہ تھی، جو اس کے ساتھ وہاں مقیم تھی، جس نے شاید حیدر خان فرزند کے انتقال کے بعد "قاسم خان" کو متبنیٰ بیٹا بنایا تھا۔ جس کا ذکر مبہم الفاظ میں مصنف بہارستان شاہی طاہر نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ یوسف شاہ چک کے عہد کے ہم عصر مورخین نے بھی لکھا ہے کہ یوسف شاہ چک کو اکبر بادشاہ نے باضابطہ طور پر صوبہ بہار میں جاگیر دی تھی، جہاں اس نے زندگی کے آخری ایام گذارے۔ ان مورخین میں کشمیر کے دو مورخین بہارستان شاہی اور حیدر ملک چاڈورہ اور ہندوستان کے مورخین تاریخ فرشتہ، تاریخ طبقات نظام الدین، مصنف اکبر نامہ ابوالفضل اور مصنف مآثر الامرا وغیرہ ہیں۔ کشمیر کی تاریخ میں کسی مصنف نے چک خاندان کے سلاطین کی بیگمات وغیرہ کا نام نہیں لکھے ہیں۔ تاریخ میں صرف علی شاہ چک کی دوسری بیگم جو کشتواڑ کے راجہ بہادر سنگھ کی بہن تھی، کا نام فتح خاتون لکھا ہے، مگر اس کی وفات وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح یعقوب چک بن یوسف شاہ چک کی دوسری بیوی جو کشتواڑ کے راجہ کی لڑکی تھی، کا نام شنکر دیوی لکھا ہے، مگر اس کی وفات وغیرہ کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ تواریخ کے مطالعہ سے حبہ خاتون کے متعلق اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ حبہ خاتون کا مدفن بھی یوسف شاہ چک کی جاگیر صوبہ بہار میں یوسف شاہ، یعقوب شاہ اور ان کے اہل و عیال کے مدفن میں ہوگا۔

"کشمیر"

مہاراجہ سری پرتاپ سنگھ کے عہد کے مورخ ڈاکٹر جی، ایم، ڈی، صوفی نے "کشمیر" نام کی تاریخ انگریزی زبان میں تالیف کی ہے۔ انہوں نے بھی یوسف شاہ چک اور حبہ خاتون کے بارے میں اس تاریخ میں ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ یوسف شاہ چک حبہ خاتون کے ساتھ سرود کی محفلیں منعقد کرتا تھا، اور یوسف شاہ چک نے ہی گوری مرگ کا نام گل مرگ رکھا۔

مزید لکھتا ہے کہ یوسف شاہ چک کو جب اکبر بادشاہ نے قید کر دیا، تو اس کے بعد حبہ خاتون کے متعلق کوئی پتہ نہیں ملتا ہے کہ وہ کہاں گئی۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ اُس کا مدفن پانڈ چھنٹھ کھوسر شیگر میں ہے۔ مگر یہ بھی لکھتا ہے کہ اس بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

کشمیری زبان اور شاعری کے اوّلین کشمیر کا مورخ عبدالاحد آزاد، حبہ خاتون کے متعلق لکھتا ہے کہ اس کا اصل نام "زون" تھا، اور اس کے پہلے شوہر کا نام "عزیز لون" بتاتا ہے۔ اس سلسلے میں حبہ خاتون سے منسوب یہ شعر پیش کرتا ہے ؎

میٹے ہا کرئی ژ ہئے رکتی پھچھہ مو یا نہ
یا عزیزو زونہ مؤ روشش

اور اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ مہجور مرحوم نے حبہ خاتون کے حالات اور اُس کا کلام جمع کر کے اس کو کتابی صورت دی ہے۔ اس سلسلے میں عبدالاحد آزاد کے الفاظ "کشمیری زبان اور شاعری" کے صفحہ نمبر ۱۷ پر اس طرح ہیں :۔

"پروفیسر دیوندر ستیارتی صاحب نے مہجور سے چند ایک کشمیری غزلیں ملکہ حبہ خاتون اور مسز بھوانی داس کی لی تھیں۔ پروفیسر صاحب نے وہ غزلیں ترجمہ کر کے ٹیگور صاحب کے پیش کیں۔ ٹیگور صاحب سے ارشاد ہوا کہ اُن کا سارا کلام جمع کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں مہجور نے حبہ خاتون کے حالات اور اُس کا کلام جمع کر کے اس کو کتاب کی صورت دی ہے۔ کتاب تیار ہے۔ صرف تھوڑا کام باقی ہے، عنقریب ہی شائع کر دی جائے گی۔"

اس کتاب کا کیا ہوا، کچھ معلوم نہ ہو سکا؟ کیا یہ کتاب بعد میں چھپ گئی تھی یا نہیں۔ اس کے بارے میں کوئی علمیت نہیں؟

مزید برآں عبدالاحد آزاد "کشمیری زبان اور شاعری" حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۱۶ پر حبہ خاتون کے متعلق اس طور رقم طراز ہے :۔

ملکۂ حبہ خاتون :۔ فارسی زبان چونکہ حکومت کی زبان تھی، اُس نے اپنے شاہی رعب سے کشمیری زبان کا ناطقہ بند کر دیا۔ قدرت نے کشمیری شاعری کو اس طوفانِ عظیم سے بچانے کیلئے کشمیر کے ایک غیر معروف گاؤں "چندہارہ" میں سے حبہ خاتون کو مبعوث کیا۔ وہ اَزل سے شاعرانہ دل و دماغ لے کر آئی تھی۔ حسنِ صورت کے علاوہ اخلاق حمیدہ سے مالا مال تھی۔ کسی قدر پڑھی لکھی بھی تھی، ان جملہ اوصاف نے اس کو آخر ملکۂ کشمیر بنا دیا۔ اس خاتون نے دیہاتی

لیتھو لا کے مرتب کر لے گر علاوہ اپنی ملکی زبان کی
جو خدمت کی، تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے
اگرچہ ملکی مؤرخین نے کوتاہ اندیشی یا احسان فراموشی
سے غلطی اور ادبی خدمات کا کہیں مفصل ذکر نہیں کیا ہے
لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ قیامت تک ان کے اوصاف
کے مدارج پیرا ہی نہ قبول سکیں گے۔ جس عوام نے حبہ خاتون
کو بقائے دوام کی دولت عطا کی ہے، وہ یہ ہے:-

(۱) اسی خاتون نے سب سے پہلے ایرانی نمونہ پر کشمیری زبان
میں غزل لکھی۔

(۲) کشمیر میں فارسی موسیقی کو مرتب کیا۔ اس میں "راست
فارسی" کے مقابلے میں "راست کشمیری" کے نام سے
ایک مقام باندھا ہے۔

(۳) موسیقی کے بعض مقام خصوصاً "راست کشمیری"
میں اپنی کشمیری غزلیں اور رباعیات داخل کر دیں۔
جو کہ اب تک ان مقاموں میں گائی جاتی ہیں۔

(۴) کئی غزلیں اور رباعیات صرف موسیقی کی لے پر
لکھیں۔ ان میں کوئی خاص بحر یا وزن نہیں۔ ان کی
فصاحت اور جذبات میں ایسا جادو ہے کہ کسی کا
ذہن، وزن و عروض کی خامیوں کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔

(۵) کشمیری غزل کو غزل کہلانے کا مستحق بنایا۔ یعنی اس کی
بنیاد جذبات نگاری، اظہار فطرت اور واقعیت پر قائم
کی۔ اس کی کئی غزلوں کے جواب لکھنے پر اب تک کسی نے جرأت
نہ کی۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں کمال کی بے ساختگی، سادگی، سوز و
گداز اور تغزل کا غلبہ ہے۔ محمود گامی کے زمانے سے لے کر
اب تک صرف مہجور کو ہی ملکہ کی ایک دو غزلوں کا
جواب لکھنے میں اور پورا اترنے کا فخر حاصل ہے۔ ملکہ
حبہ خاتون کو فن موسیقی میں کمال حاصل تھا خصوصاً مقام
عراق کے ادا کرنے میں ہندوستان سے ایران تک
ضرب المثل تھی۔ بادشاہ کشمیر یوسف شاہ چک کی نہایت
ہی منظور نظر محبوب اور چہیتی بیوی تھی۔ یوسف شاہ
فطرتاً علم دوست، ادب نواز، عیش پسند، ذکی الطبع،
سخن شناس بلکہ کسی حد تک شاعر بھی تھا۔ عموماً تفریحی
جگہوں کی سیر میں ہفتے اور مہینے گذارتا تھا۔ حبہ خاتون ہمیشہ
ساتھ ہوتی تھی۔ حبہ خاتون نے تین زمانے دیکھے، بچپن کا زمانہ
زمین دارانہ زندگی میں بسر کیا، پھر ملکہ کشمیر بنی۔ آخری ایام
زندگی کے جب کہ یوسف شاہ چک کو اکبر بادشاہ نے گرفتار
کروا کر قید کیا، تارک الدنیا ہو کر گزارے۔ ان تینوں
زمانوں کے کلام میں الگ الگ خصوصیات ہیں۔ مگر افسوس

سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ان بیش بہا جواہروں کی کوئی قدر نہ کی گئی - یہ کلام جو کہ چشمۂ آبِ حیات سے ہزاروں غوطے کھا کر نکلا ہوا ہے - تین سو سال تک منت پذیر خامہ و قرطاس نہ ہوا ۔ کشمیری زبان کی شاعری کے ساتھ جو سرد مہری برتائی جا رہی تھی ، اس نے ان آبدار موتیوں کو کاغذ میں لپٹنے کی کسی کو اجازت نہ دی - لیس اس بیش بہا کلام کا کس قدر حصّہ ہے

بعد از وفات مرقد من در زمین مجو
در سینہ ہائے مردم عارف مزار من

کہتے ہوئے تین سو سال کا طویل سفر سینہ بسینہ طے کرتا ہوا موجودہ نسل تک پہنچا "

ایک اور جگہ عبد الاحد آزاد "کشمیری زبان اور شاعری" کے صفحہ نمبر ۳۴ پر حبہ خاتون اور یوسف شاہ کے بارے میں اس طرح ذکر کرتا ہے :-

" ملکہ حبہ خاتون زمین دار لڑکی تھی ، وہ شباب کے ایام میں اپنے گاؤں چندہ ہار کے متصل کریوہ یا ڈبورہ پر اپنے کھیت کی گوڈائی کرتے ہوئے تنہائی کے عالم میں اپنی تصنیف کردہ ایک غزل گا رہی تھی ، جس کا مطلع یہ ہے

وآری وَن ستی وَارہ چھس لو
چارہ کر میون مالِہ نو

یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کا ادھر سے شکار کھیلتے ہوئے گزرا ۔ حبہ خاتون کے حسن خدا داد ، اس کے ترنم کی سحر آفرینی اور غزل کی دلاویزی نے بادشاہ کشمیر کا دل چھین لیا اور وہ ہزار جان سے حبہ خاتون پر فریفتہ ہوا ۔ آخر بڑی کوشش سے اس کو اپنے نکاح میں لایا "

"کشمیر سلاطین کے عہد میں"

محب الحسن نے اپنی تالیف "کشمیر سلاطین کے عہد میں" کے اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۲۸۳ پر حبہ خاتون کے بارے میں اس طرح لکھا ہے :-

" جلاوطنی کے ایام میں یوسف شاہ کے حالات بڑے المناک تھے ۔ شہنشاہ سے اس کو جو وظیفہ ملتا تھا ، اگرچہ اس کے آرام و آسائش کیلئے کافی تھا ، لیکن اس کی شان برقرار رکھنے کے لئے ضرور کم تھا ، اور پھر وہ بڑا ہی فیاض اور عیش و عشرت کا عادی تھا ۔ اس لئے اس کا ہاتھ ہمیشہ خالی رہا ۔ اس کے علاوہ بہار کے میدانوں کی شدت کی گرمی میں وہ کشمیر کے حسین مناظر اور ٹھنڈی

اور خوشگوار آب و ہوا کی حسرت میں مرتا تھا۔ جلاوطنی میں اس کو شعراء، علماء اور مغنیوں کی صحبت کی بڑی کمی محسوس ہوتی اور سب سے زیادہ اپنی محبوب ملکہ حبہ خاتون کے لئے وہ بے چین رہتا، وہ ایک کسان کی لڑکی تھی، جو دہی پرگنہ میں چندہار گاؤں کا رہنے والا تھا، وہ اپنے پہلے شوہر سے خوش نہ تھی وہ شرابی اور بدکار تھا، اور اس سے بُرا برتاؤ کرتا تھا۔ حبہ خاتون شاعرہ اور مغنیہ تھی۔ اس کی آواز بڑی سُریلی تھی، یوسف شاہ اس پر فریفتہ ہو گیا، اور پھر اس سے شادی کر لی۔ اس نے اس کے واسطے گل مرگ، سونامرگ، اور دوسرے خوبصورت مقامات پر پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کرائیں، جہاں وہ اس کے ساتھ جایا کرتا تھا لیکن شاہی قید میں رہ کر اس سے دوبارہ ملنے کی کوئی توقع نہیں تھی۔ ان باتوں کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا، اور بروز سہ شنبہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۵۹۲ء کو ۶ روز کی علالت کے بعد انتقال کر گیا، اور پرگنہ بسوک (بہار) میں دفن ہوا۔"

آگے چل کر محب الحسن اسی صفحہ کے حاشیہ میں حبہ خاتون کی حقیقت کے بارے میں محققانہ بیان میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بات حیرت انگیز ہے کہ معاصر سندوں مثلاً بہارستان شاہی اور حیدر ملک چاڈورہ میں حبہ خاتون کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ بیحالیہ اطلاعات مقامی روائیتوں پر مبنی ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس کے متعلق وادی کشمیر میں بے شمار رومانی کہانیاں مشہور ہیں۔ اس لئے حقیقت کو افسانے سے علیحدہ کرنا مشکل ہے۔"

[محب الحسن، "کشمیر سلاطین کے عہد میں"]

اس کے علاوہ موجودہ دور کے کشمیر کے بہت سارے ادیبوں، تاریخوں سے شغف رکھنے والے افراد اور مورخوں نے بھی حبہ خاتون کے بارے میں اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے حبہ خاتون کی حقیقت کو جان کر بہت کچھ لکھا ہے، مگر وہ اس کے بارے میں وہی کچھ لکھتے ہیں جو اُن سے پیشتر کشمیر کے مورخوں نے لکھا ہے۔ اِن میں سے بعض نے حبہ خاتون کے بارے میں دُور اَز بعید باتیں بھی جوڑ دی ہیں، جو تاریخ کے آئینے میں دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے ہیں۔

حبہ خاتون کے بارے میں ہمارے سامنے صرف یہ بات تحقیق طلب تھی کہ اُس کی زندگی کے آخری ایام کہاں اور کس طرح گذرے اور اُس کا مدفن کہاں ہے۔ کیونکہ حبہ خاتون کی حقیقت سے انکار نہیں، مگر موجودہ دور کے ادیبوں، محققوں اور مورخوں نے

اس سلسلے میں ایسی باتیں حبہ خاتون کے بارے میں گھڑ لئے، جو حقیقت سے بعید اور درست نہیں ہیں۔

"گلستانِ کشمیر"

حبہ خاتون کے بارے میں کلچرل اکیڈیمی کے کشمیری زبان کے جریدہ "شیرازہ" جلد ۱۹، شمارہ نمبر ۴ میں جناب بشر بشیر کا ایک مضمون چھپا ہے، جس میں تواریخ کشمیر کے مطابق حبہ خاتون کا تذکرہ اور اُس کے حالات درج کیے گئے ہیں۔ ان کی یہ سعی واقعی قابلِ تحسین ہے۔ جناب بشر بشیر نے اُس کی اس سلسلے میں دریافت کی ہوئی ایک تاریخ بنام "گلستان کشمیر" کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں اُس نے اس آرٹیکل میں لکھا ہے کہ اِس تاریخ کا قلمی نسخہ اُس نے سیّد محمد امین کاظمی صاحب کے ہاں دیکھا ہے، مگر اُس نے سیّد محمد کاظمی صاحب کا پتہ نہیں لکھا ہے کہ وہ کشمیر میں کہاں رہتا ہے اور نہ ہی اس قلمی نسخہ کے بارے میں زیادہ کچھ معلومات فراہم کیے ہیں، کہ اس کا مصنف کون ہے؟ اور نہ ہی اس کی تاریخ تالیف کے بارے میں کچھ بتا سکا ہے۔ اِس قلمی نسخہ کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ یہ تاریخی دستاویز زیادہ سے زیادہ حبہ خاتون کے بعد تقریباً پچاس سال بعد

تالیف کی گئی ہے۔ اِس قلمی نسخہ میں تاریخی، ملکی اور سیاسی حالات کے ساتھ ساتھ حبہ خاتون کے آباؤ اجداد کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

حبہ خاتون اور اِس کے خاندان وغیرہ کے بارے میں حالات فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں، جن کا مطلب مختصر طور پر اردو زبان میں اس طرح ہے:۔

"۷۶۶ھ ہجری میں سیّد فخر الدینؒ اور اُس کا بھائی سیّد فرید الدینؒ، میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمشیرہ زادہ میر سیّد حیدر الکبروی کے ساتھ کشمیر آئے تھے۔ سیّد فرید الدینؒ جمالٹہ سرینگر، اور سیّد فخر الدینؒ موضع نیوہ، چھرا ٹھ میں دفن ہیں۔ اِس کے بعد ان دو بھائیوں کا شجرہ اس طرح دیا گیا ہے:۔

(۱) سیّد فخر الدینؒ نیوہ چھراٹھ اُس کا لڑکا سیّد رکن الدینؒ نیوہ، اُس کا لڑکا سیّد بہاؤ الدینؒ عرف سیّد بہار شاہؒ چھراٹھ اور اس کا لڑکا سیّد جعفرؒ اور سیّد بہار شاہؒ کی لڑکی بی بی حبیبہ عرف حبہ خاتون ملکہ سلطان نصیر الدین

محمد یوسف چک اور بی بی حبیبہ کا لڑکا شہزادہ حیدر چک ہے۔ شجرہ نسب اس طرح لکھا گیا ہے :-

"بی بی بدیع جمال در رشتہ ازدواج سید بہاؤ الدین

عرف سید بہار شاہ منسلک بود و تولد من بطنہا ابن واحد و بنت المسماۃ حبیبۃ الشہیرۃ بہ حبہ خاتون و ماتت بدیع الجمال ذہی نفساء پس حبیبہ را کو کلتاش دی عیدی راتھر ژندہ ہار پرورش نمود و کانت عندہ حتی بلغت و ہی عالمۃ و شائقۃ الی الغناء و الفنون اللطیفۃ مناکحت وی ہمراہ سید کمال الدین برادر خالو زاد انجام پذیرفت ولکن مزاج مریم خواہر شوہرش با وی موافق نیامد و مفارقت نمودند کما ذکرا آنفا۔ فنکحہا سلطان نصیر الدین محمد یوسف و کانت فی عقدہ حتی ماتت "

(ترجمہ) :- بی بی بدیع الجمال کا نکاح سید بہاؤ الدین عرف سید بہار شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اور ان سے دو اولاد یعنی لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے۔ لڑکی کا نام حبیبہ تھا، جو بعد میں حبہ خاتون کے نام سے مشہور ہوئی۔ بدیع جمال کی وفات لڑکی پیدا ہوتے ہی زچگی کے موقعہ پر ہوئی۔ اس لئے حبیبہ کو ژندہ ہار گاؤں کے عیدی راتھر نے اُس کو پالا پوسا، پھر حبیبہ اُن کے ہاں ہی بالغ ہوئی۔ حبیبہ ایک عالم ہوتے ہوئے اُس کو موسیقی سے کافی لگاؤ تھا۔ اُس کا نکاح اُس کے ماموں زادہ بھائی سید کمال الدین ساکنہ جمالٹہ (سرینگر) کے ساتھ ہوا، مگر اُس کے شوہر کی بہن مریم بیگم

دریافت شدہ مذکورہ قلمی نسخہ "گلستانِ کشمیر" میں سید فخر الدین اور ان کے بھائی سید فرید الدین کی کشمیر میں آمد کے بارے میں اس طور عبارت درج ہے:-

"سید فخر الدین و برادرش سید فرید الدین در سال ست و ستین و سبعمائۃ ۷۶۶ھ ہمراہِ خواہر زادہ میر سید علی ہمدانی رضوان اللہ علیہ یعنی میر سید حیدر الکبروی الموسوی بکشمیر آمدہ۔ سید فخر الدین در نیوہ چھراٹ و سید فرید الدین در جمالٹہ آسودہ۔"

۷۶۶ھ مطابق ۱۳۶۴ء میں کشمیر کا حکمران سلطان شہاب الدین تھا۔

مندرجہ بالا "گلستانِ کشمیر" کے قلمی نسخہ میں بتایا گیا ہے کہ سید فخر الدینؒ اور اس کا بھائی سید فرید الدین ۷۶۶ھ میں کشمیر آئے ہیں۔ مگر مورخ سید علی کشمیری نے اپنی تاریخ میں سادات کا جناب میر سید محمد ہمدانیؒ کے ہمراہ سلطان سکندر کے آخری عہد میں کشمیر آنے کا ذکر کیا ہے۔ اور اس نے سید فرید الدینؒ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے اور مذکورہ قلمی نسخہ میں ان دونوں سیدوں کے شجرہ میں بتایا گیا ہے کہ ان کی تین پیڑھیاں گزرنے کے بعد چوتھی پیڑھی میں حبہ خاتون پیدا ہوئی ہے، تو اریخ کے آئینے میں صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ہم سلطان زین العابدین

کو حیثیت کے ساتھ نبھا نہ ہوسکا۔ نتیجے کے طور پر اس کا خلع ہوا۔ پھر سلطان نصیر الدین محمد یوسف چک نے اس کے ساتھ نکاح کیا۔

اسی قلمی نسخہ میں درج شدہ مندرجہ بالا عبارت قریب قریب تاریخ کے آئینے میں بہت حد تک درست معلوم ہوتی ہے۔ مگر مندرجہ بالا شجرہ میں کسی حد تک تفاوت ہے، کیونکہ بقول مصنف قلمی نسخہ جس کا نام بشیر صاحب نے نہیں لکھا ہے، کہ سید فخر الدین ۷۶۶ھ میں کشمیر آئے ہیں، جبکہ جناب سید علی ہمدانیؒ کے ہمشیرہ زادہ میر سید حیدر الکبرویؒ کشمیر تشریف لائے تھے۔ تواریخ کے مطالعے سے یہ بات درست اور صحیح نہیں دکھائی دیتی ہے۔ کشمیر کی قدیم دستیاب فارسی تاریخ جس کا مصنف سید علی کشمیری ابن سید محمد کشمیری ہے، سے واضح ہوتا ہے کہ سید فخر الدین موضع نیوہ (چھراٹ) میں ان کا مدفن ہے، اور وہ میر سید محمد ہمدانیؒ پسر ارجمند جناب سید علی ہمدانیؒ کے ساتھ سلطان سکندر کے آخری عہد میں کشمیر آئے ہیں، اور وہ بڈشاہ کے عہد تک حیات تھے۔ مورخ سید علی کشمیری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:-

"(اسامی کہ جماعۂ ہمراہ حضرات سید محمد ہمدانی علیہ الرحمہ در دیار آمدہ): سید فخر الدینؒ کہ در قریہ نیوہ (چھراٹ) مدفون است۔"

بادشاہ جن کی وفات ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۷۰ء میں ہوئی ہے، اگر سید فخر الدینؒ سلطان بڈشاہ کے عہد میں تقریباً ۸۵۰ھ تک حیات ہونا قرار دیں گے، تو اس وقت سے سلطان یوسف شاہ چک کی حکومت کے آخری ایام یعنی ۹۹۴ھ تک تقریباً ایک سو چالیس سال گذر جاتے ہیں، تو اس مدت تک سید فخر الدین اور اس کے بھائی سید فریدالدینؒ کے خاندان کی چار پیڑھیاں گذر جاتے ہیں جو مندرجہ بالا مذکورہ سیدوں کے شجرۂ نسب کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے۔

سید فخر الدینؒ اور سید فریدالدین کے متعلق تواریخ کشمیر سے ان کے متعلق حالات پر مبنی اقتباسات ملاحظہ ہوں :-

"واقعات کشمیر" - خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے اپنی تاریخ "واقعات کشمیر" میں لکھا ہے کہ حضرت سید فخر الدینؒ نیوہ، چھیراٹ، سلطان سکندر (۷۹۶ھ — ۸۱۴ھ) کے عہد کے آخری ایام میں کشمیر آئے تھے اور سلطان بڈشاہ کے عہد میں حیات تھے۔ اس سلسلے میں واقعات کشمیر سے اقتباس ملاحظہ ہو:-

"حضرت سید فخر الدینؒ بسیار بزرگ بود آخر ہای عہد سلطان سکندر ظاہراً آمدہ است در موضع نیوہ پرگنہ چھیراٹ مدفون است۔ اولاد امجاد ایشان ہم اکثرے از اصحاب کمال بودند" (واقعات کشمیر صفحہ ۴۷)۔

(ترجمہ) حضرت سید فخر الدینؒ بڑے معزز بزرگ تھے سلطان سکندر کے عہد کے آخری ایام میں ظاہری طور پر کشمیر آئے تھے۔ موضع نیوہ پرگنہ چھیراٹ میں ان کا مدفن ہے۔ ان کی معزز اولاد میں سے اکثر صاحب کمال گذرے ہیں۔

تاریخ حسن :- مورخ غلام حسن شاہ کھویہامی نے بھی تاریخ حسن حصہ سویم کے صفحہ نمبرات ۳۰، ۴۳، اور ۴۴ پر حضرت سید فخر الدینؒ نیوہ چھیراٹ، اور ان کے بھائی سید فریدالدینؒ کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے :-

(۱) حضرت سید فخر الدینؒ :- بزرگوار، روشن دل اور عالی قدر سیدوں میں سے تھے۔ موضع نیوہ پرگنہ چھیراٹ میں بہت بڑے خدا دوستوں میں سے تھے۔ سلطان سکندر کے عہد کے آخر میں کشمیر آکر پرگنہ چھیراٹ کے ایک گاؤں نیوہ میں مدفون ہیں۔

(۲) حضرت سید فریدالدینؒ :- عالی مرتبہ سیدوں میں سے تھے۔ صاحب حال اور کمال والے تھے محلہ جالڈگر سرینگر میں ان کا مدفن ہے۔

مندرجہ بالا تواریخوں کے اقتباسات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ان دونوں بزرگوار سادات کرام کے مقبرے موضع نیوہ اور محلہ جالڈگر سرینگر میں موجود ہیں۔ نتیجہ کے طور پر ان کے متعلق شجرۂ نسب درست اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مصنف "گلستانِ کشمیر" نے اس قلمی نسخہ میں لکھا ہے کہ
حبہ خاتون کے بطن سے حیدر خان پیدا ہوا ہے۔ راقم نے اس "حیدر خان"
کے بارے میں پہلے ہی بتایا ہے کہ یوسف شاہ چک کے ہم عصر مورخ
حیدر ملک چاڈورہ نے حیدر خان کے بارے میں اپنی تاریخ میں لکھا ہے
کہ حیدر خان (چک) یوسف خان چک کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا"
جس کو یوسف شاہ چک نے اکبر بادشاہ کے حضور میں تحفہ و سوغات
کے ساتھ بھیجا تھا۔ اکبر بادشاہ کا اس وقت کا مورخ ابوالفضل
نے بھی یوسف شاہ چک کا سب سے چھوٹا لڑکا حیدر خان تحفہ و
سوغات لیکر اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اُس
نے "اکبر نامہ" میں ذکر کیا ہے۔

یوسف شاہ چک کے اس سب سے چھوٹے لڑکے حیدر خان کے
بارے میں اس عہد کا دوسرا ہم عصر کشمیری مورخ جو یوسف شاہ چک کا
نزدیکی رشتہ دار تھا طاہر مصنف بہارستان شاہی نے کوئی ذکر
نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اُس نے علی شاہ اور یعقوب شاہ چک کی راجہ
بہادر سنگھ والی کشتواڑ کی بہن اور لڑکی سے شادیوں کا ذکر نہیں کیا
ہے کیونکہ وہ غالباً علی شاہ چک کی پہلی بیوی کی طرف سے نزدیکی رشتہ دار
ہونے کی وجہ سے وہ ان شادیوں سے خوش نہیں تھا۔ اُس کی تاریخ
کے مطالعہ سے ایسی باتیں جگہ جگہ نمایاں ہیں کہ اُس نے ایسی باتوں کو
ظاہر کرنے میں خاموشی اختیار کی ہے جو اُس کے نظریہ کے خلاف ہوتی تھیں۔

اُس نے اپنی تاریخ میں یعقوب چک اور اُس کے بھائی میرزا ابراہیم چک کا
ذکر کیا ہے۔ مگر یعقوب شاہ چک کے تیسرے بھائی "حیدر خان" کا ذکر نہیں
کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غالباً یعقوب شاہ کی اصلی ماں کے
بطن سے پیدا نہیں ہوا ہوگا، بلکہ وہ حبہ خاتون کے بطن سے پیدا ہوا
ہوگا، کیونکہ مصنف "بہارستان شاہی" حبہ خاتون کے خلاف دکھائی
دیتا ہے۔ جیسا کہ راقم نے اس سلسلے میں پہلے ہی حالات و واقعات بیان کئے ہیں۔

"گلستان کشمیر" کے مندرجہ بالا شجرہ نسب جو اُس نے حبہ خاتون
کے آباؤ اجداد کا مرتب کیا ہے، اس شجرہ نسب سے حبہ خاتون کے
کلام کا موازنہ کرتے وقت اس میں کافی حد تک صداقت معلوم ہوتی ہے۔
حبہ خاتون کا کلام حسب ذیل ہے۔

(۱) مالِس ناو چھُم سید البہار ئو ماجہ ناو چھُم بدر الجمال
(۲) سید کور تھس پرام کیا نو ئو وٗ تھو لالو نیندر بے
(۳) مالنہ مشافر آر باب آسی ئو توٗتے ژرام حبہ خاتون ناو
(۴) یار میون حسن الطیم ئو کمال تس [illegible] چھُم ناو
(۵) شُر [illegible] تہ بو [illegible] ئو اکہ [illegible] چھُم تام

حبہ خاتون کے مندرجہ بالا کلام سے اس بات کی صریحاً
نشان دہی ہوتی ہے کہ حبہ خاتون سید خاندان یعنی سادات کرام (جو
حضرت میر سید علی ہمدانیؒ یا اُن کے فرزند ارجمند کے ہمراہ وارد کشمیر ہوئے ہیں)
کی چشم و چراغ تھی اور ذہین و حسین تھی اور اس کی ماں کا نام بدیع الجمال تھا

بدرالجمال تھی۔ اس کے پہلے خاوند کا نام سید کمال الدین تھا، جو جالہ کا رہنے والا تھا۔ اس کی وضاحت بھی مندرجہ بالا شجرہ نسب سے ہوتی ہے۔ جس میں مؤلف "گلستانِ کشمیر" نے لکھا ہے کہ سید کمال الدین جو حبہ خاتون کا ماموں زادہ بھائی تھا اور اس کے باپ کا نام شجرہ نسب میں سید محمد جعفر بتایا گیا ہے، جو جمال الدین سرینگر کا رہنے والا تھا اور جو بی بی بدیع الجمال یعنی حبہ خاتون کی ماں کا سگا بھائی تھا۔

"گلدستۂ کشمیر" کے مؤلف کے بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ حبہ خاتون سید زادی تھی۔ (اور جو حبہ خاتون کے مندرجہ بالا کلام سے بھی ثابت ہے) اور اس کی پہلی شادی اپنے ماموں زادہ بھائی سید کمال الدین جالہ سے ہوئی تھی۔ بعد میں سید کمال الدین کی بہن مریم بیگم سے اس کا نبھاؤ اچھی طرح نہ ہوا تھا۔ مگر اتفاقیت الامر آخر اس کی شادی یوسف شاہ بن علی شاہ سے ہوئی، اور بعد میں ملکۂ کشمیر بن گئی تھی۔ یوسف شاہ سے حبہ خاتون کی شادی پہلے ہی ہوئی تھی جب کہ اس کا چچا غازی خان چک کشمیر کا حکمران تھا۔ اکثر کشمیر کے مورخوں نے لکھا ہے کہ یوسف شاہ چک کی شادی حبہ خاتون سے اس وقت ہوئی تھی جب یوسف شاہ چک پہلے بار ۹۸۶ھ میں کشمیر کا بادشاہ بنا تھا، جو تاریخ کے آئینے میں درست اور صحیح نہیں ہے۔ تواریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حبہ خاتون کے بطن سے یوسف شاہ چک کا ایک فرزند حیدر خان تھا، جس کو انہوں نے پہلے بار اکبر بادشاہ کے دربار میں تحفہ و سوغات کے ساتھ بھیجا تھا۔ ممکن ہے بعد میں حیدر خان فوت ہوا ہوگا۔ پھر جب اکبر بادشاہ نے یوسف شاہ

کو ہندوستان میں قید کر کے لے گیا اور بعد میں ۱۲ سال کے بعد قید سے رہا کر کے بہار میں جاگیر دی۔ تو حبہ خاتون بھی کشمیر سے یوسف شاہ کے پاس ہندوستان چلی گئی۔ جہاں دونوں زندگی کے آخری ایام گزار کر واصل بحق ہوئے اور ان کا مدفن صوبہ بہار میں بسوک مقام پر واقع ہے۔ مصنف بہارستان شاہی جو یوسف شاہ کا رشتہ دار تھا، اور جو یوسف شاہ چک اور اس کے فرزند یعقوب شاہ کے کشمیر سے دور ان کی جلاوطنی کے ایام میں ان کے ساتھ ہندوستان میں رہا تھا، کی تاریخ سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ یوسف شاہ اور حبہ خاتون نے بعد میں قاسم خان کو متبنیٰ لڑکا بنایا تھا۔ ظاہر مصنف بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں اس بات کا مبہم طور پر ذکر کیا ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہی راقم نے کیا ہے۔ دراصل حبہ خاتون کے ہم عصر کشمیر کے دو مورخین گزرے ہیں جو دونوں یوسف شاہ چک کے رشتہ دار تھے۔ ان دونوں مورخین نے مصلحتاً حبہ خاتون کا ذکر اپنی تواریخ میں نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے کہ چک سلاطین کے کسی بیگم کا نام ان دو مورخین نے اپنی تواریخ میں نہیں لکھا ہے، سوائے علی شاہ چک اور محمد کے پدر یعقوب شاہ چک کی دو کشتواڑ کے بیگمات کا نام حبیبہ ملکہ چاڈرہ نے پہلی دفعہ لکھا ہے جو راجہ کشتواڑ کی بہن اور لڑکی تھیں۔

حبہ خاتون سید زادی تھی اور اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف بہارستان شاہی نے اپنی تاریخ میں حبہ خاتون کا ذکر نہیں

کیا ہے، اور "قاسم خان" جس کو حبہ خاتون نے "لے پالک" بیٹا بنایا تھا۔
مورخ بہارستان شاہی اس کو یوسف شاہ چک کا "اشتہاری فرزند"
کہتا ہے، اور اس پر یہ الزام عائد کرتا ہے کہ اس نے یعقوب چک کو اس
وقت پان کے بیڑہ میں زہر کھلوایا، جبکہ یعقوب چک اپنی جاگیر جانے
کے لئے اس سے رخصت حاصل کرنے کیلئے آیا تھا، جو تاریخ کے آئینے
میں اس لئے درست نہیں کہ بقول مصنف مذکورہ، کہ راجہ مان سنگھ نے
یوسف شاہ چک کے منقولہ و غیر منقولہ جائداد کا وارث بجائے یعقوب چک
کے پسماندہ اولادوں "قاسم خان" کو ہی قرار دیا، جس پر مصنف بہارستان
شاہی واویلا کرتا ہوا نالاں دکھائی دیتا ہے۔ اگر "قاسم خان" یعقوب چک
کا قاتل ہوتا، یا اس نے بقول مصنف بہارستان شاہی یعقوب شاہ چک کو زہر
دیا ہوتا، تو اغلب تھا کہ راجہ مان سنگھ اس کو یوسف شاہ اور اس کے
فرزند یعقوب چک کے جائیداد کا وارث اصلی قرار نہیں دیتا۔ مصنف بہارستان
شاہی نے اپنی اس تاریخ میں کہیں بھی اکبر بادشاہ یا اس کے حکام جن میں راجہ
مان سنگھ (جس کی مرضی کے بغیر قاسم خان، یعقوب چک کو زہر دیتا) وغیرہ
ہیں، یوسف شاہ یا یعقوب چک یا کشمیری عوام کے ساتھ زیادتیاں روا
رکھنے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا ہے، بلکہ جہاں کہیں اس نے اپنی تاریخ میں
کشمیری عوام پر ظلم و جور اور قتل و غارت گری کے واقعات کا ذکر کیا ہے
وہاں ان کا مرتکب بجائے اکبر بادشاہ یا اسکے اعلیٰ حکام کے، صرف
کشمیریوں کو ہی ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اپنی تاریخ میں جہاں کہیں اس نے اکبر بادشاہ

یا جہانگیر بادشاہ کا ذکر کیا ہے، تو ان کی شان میں "خلافت پناہ"، "نصرت پناہ"
"جہاں پناہ" اور "جنت آشیانی" جیسے تعظیمی فقرے استعمال کیا ہے۔ اس کی تاریخ
کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ کشمیری عوام میں بھی ایک
کشمیری نژاد شخص دکھائی دیتا ہے، جو کشمیر پہ اکبر بادشاہ کے قبضہ کرنے کے بعد
اس کیلئے ہندوستان سے کشمیر اور کشمیر سے ہندوستان آنے جانے میں کسی قسم کی کوئی
پابندی نہیں تھی۔ اس بات کی نشان دہی اسکی تاریخ سے اس کے لکھے الفاظ
"ایں دیار" اور "آں دیار" کے اشارات سے ثابت ہے۔ نتیجے کے طور پر
مصنف مذکور اکبر بادشاہ کا خفیہ ملازم تھا۔ اس لئے اس نے اکبر بادشاہ
کے کشمیریوں پر ظلم و زیادتی کرنے کے واقعات پہ چشم پوشی کی ہے۔

لگ بھگ ۱۹۶۰ء کے قریب، جموں و کشمیر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ
کے "مشہور عربی فارسی مخطوطات" کا ایک ٹیم صوبہ بہار کے موضع
بسوک چلے گئے تھے جہاں انہوں نے یوسف شاہ چک اور
یعقوب شاہ چک کے مدفن کو دیکھا، اور وہاں کا کہنا تھا کہ اس
قبرستان میں اینٹوں کا بنا ہوا ایک پختہ کنواں بھی موجود ہے،
اور ایک زنانہ قبر بھی اس قبرستان میں موجود ہے۔ ٹیم کو وہاں کے
لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہی قبر ملکہ حبہ خاتون کی ہے۔

ایک اطلاع کے مطابق جب بیگم زاہدی صاحبہ کلچرل اکیڈیمی
بہ نفس نفیس صوبہ بہار کے مقام بسوک (کشمیری چک)، جہاں پر
یوسف شاہ چک کا مدفن ہے، چلے گئے تھے، تو انہوں نے وہاں کے

لوگوں سے یوسف شاہ چک کے مدفن کے بارے میں استفسار کیا، تو انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر کے علاوہ ان کی اولاد اور ملکہ حبہ خاتون بھی اسی قبرستان میں آسودہ ہیں۔

جیسا کہ تواریخ کے مطالعہ سے یوسف شاہ چک اور حبہ خاتون کے مطابق راقم نے اپنی پوری تحقیقات کے پیش نظر پہلے ہی بتایا ہے کہ جب یوسف شاہ چک کو اکبر بادشاہ کی قید سے رہائی ملی، تو اکبر بادشاہ نے اس کو صوبۂ بہار میں جاگیر دی، اور اس کو کشمیر جانے پر پابندی عائد کی۔ نتیجہ کے طور پر اس نے اپنے پیچھے عیال، جن میں اس کی ملکہ حبہ خاتون بھی تھی، کشمیر سے لاکر یہاں ہی زندگی کے آخری ایام گذار کر واصل بحق ہوئے اور ان کا مدفن بمقام بسوک (صوبہ بہار) موجود ہے۔

اکبر بادشاہ کے زمانے کے بعض مورخین نے یوسف شاہ چک کے حالات اپنی تواریخ میں اس طرح لکھے ہیں :—

(۱) "بعد در پسر یعنی یوسف شاہ و یعقوب شاہ داخل امرائے پادشاہ شدند و ولایت بہار جاگیر یافتند۔"
(تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۲۷)

(۲) "یوسف شاہ چک را (اکبر بادشاہ) در سال سی و دوم از زندان بر آوردہ و در حدود بہار جاگیر تنخواہ شد و تعینات صوبہ بنگال گردید، تا سی و ہفتم دران صوبہ سرگرم خدمات بود۔" (مآثر الامرا جلد سوئم صفحہ ۹۵۸)

جناب بابا داؤد خاکی نے اپنی تالیف "رسالہ حسینیہ یوسف شاہی" جو انہوں نے یوسف شاہ

کلامِ حبہ خاتون

مٲلِس ناو چھُم سیّد البہار
ماجہِ ناو چھُم بدر الجمال
بیٚنہ کوٗر چھس پُرکمالو
وٕنۍ تھوٚو لالو زیٚنتہ دٕرنے

•

مالِتیٚ میٲنۍ اَرباب آسی
تِوٚے دِرام چھیہ خاتون ناو

•

یارِ میٲنۍ جمالہٕ
کمال تَس چھُم ناو
شُہ چھُ تِتہٕ پیہ اَکَس مُٹہٕ
اَکِہ لٹہٕ پییہ ہَم تا

•

قیمت: بائیس روپے ۲۲ رو

نیو کلاسک پریس